| نمبر ۱۰۵ | مورخہ ۱۲ مارچ سنہ ۱۹۳۱ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۲۱ شوال سنہ ۱۳۴۹ ہجری | جلد ۱۸ |
|---|---|---|---|---|

## مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز تعالیٰ کے فضل سے راجپورہ میں بخیر و عافیت ہیں۔ گزشتہ جمعہ کے دن ۳۹۔ مرد و زن جو موضع گبول اور بھیر و ڈیجی کے تھے۔ حضور کی بیعت میں داخل ہوئے۔

۱۰۔ مارچ سے نفتھ ہائی کلاس کا یونیورسٹی کا امتحان شروع ہو گیا ہے۔ چھ سکولوں کے ۱۷۰ کے قریب طلبا امتحان دے رہے ہیں۔ گرلز ہائی سکول قادیان کی ۱۶۔ احمدی لڑکیاں بھی امتحان میں شامل ہیں جن کا علیحدہ پردہ میں انتظام ہے۔

۱۰۔ مارچ مولوی اللہ دتا صاحب مولوی فاضل تبلیغی دورہ سے واپس آئے۔

شیخ یوسف علی صاحب پرائیویٹ سکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا بچہ تا حال زیادہ بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

## "الفضل" کا خلافت نمبر

الفضل کا اگلا پرچہ جو ۱۴ مارچ کو عین اس تاریخ اور اسی دن کا ہوگا جس دن حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خلیفہ بنایا۔ اور آپ کی جانشینی کا فخر بخشا۔ خلافت نمبر ہوگا جس کی تیاری اگرچہ نہایت تنگ وقت میں شروع کی گئی۔ اور اتنے تنگ وقت میں کی گئی۔ کہ اس سے قبل شائع ہونے والے آخری پرچہ میں اس کے متعلق اطلاع دینے کا موقعہ مل سکا ہے۔ تاہم خدا تعالیٰ کے فضل سے خلافت ثانیہ کی تائید میں نہایت دلچسپ اور ایمان افروز مضامین درج ہونگے۔ جو نہ صرف اپنی جماعت کے لئے ازدیاد ایمان کا باعث ہونگے۔ بلکہ منکرین خلافت کیلئے بھی انشاء اللہ بہت مفید ثابت ہو سکیں گے۔ حجم ۱۶ صفحہ ہوگا۔ اور قیمت صرف ایک آنہ۔

احباب اگر یہ اعلان پڑھتے ہی زائد پرچوں کیلئے لکھدیں گے۔ تو ان کے ارشاد کی تعمیل کرنے کی کوشش کی جائیگی۔

# الحرکۃ الاحمدیۃ فی الدیار العربیۃ

## فلسطین میں تبلیغ احمدیت

### ایک مکالمہ

میں ایک گذشتہ مضمون میں ایک مخالف شیخ اصفہانی نام کے کبابیر جانے اور احمدیوں کو احمدیت سے توبہ کرانیکی کوشش کرنے کا ذکر کر چکا ہوں۔ اب اسی ضمن میں بعض دلچسپ مباحثات پیش کرتا ہوں۔ پہلا مباحثہ یا مکالمہ رشدی آفندی سیکرٹری انجمن احمدیہ حیفا کا ہے۔ اصفہانی نے رشدی آفندی کو مخاطب کر کے کہا۔ کیا تمہاری عقل میں یہ بات آسکتی ہے۔ کہ ایک ہندی عربی زبان کے اسرار کو عربوں کی طرح جان سکتا ہے۔ کیا میں عرب ہو کر انگریزوں کی طرح انگریزی سیکھ سکتا ہوں۔

رشدی آفندی:۔ ہاں۔ بلکہ ان سے بہتر سیکھ سکتے ہو۔ اور انگریز عرب سے بہتر عربی سیکھ سکتا ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ امین ریحانی عرب ہے۔ مگر انگریزی میں اس نے بڑی ترقی کی۔ اور بہت سی کتابیں لکھیں بیروت میں عربی یونیورسٹی کے کورس امریکن اور ارمن ہیں جس سے بڑے بڑے علماء پیدا ہوئے۔ جیسے جرجی زیدان وغیرہ

اصفہانی۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ مرزا غلام احمد نبی تھے۔

رشدی آفندی۔ ہاں میرا اعتقاد ہے۔ کہ نبی تھے۔

اصفہانی۔ نبی کے کیا معنے ہیں؟

رشدی آفندی۔ جو امور غیبیہ سے بطریق وحی من اللہ بکثرت اطلاع دے۔ اور وہ باتیں پوری بھی ہوں۔ (اس کے ثبوت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی کئی پیشگوئیاں بیان کیں)

اصفہانی۔ خاتم کے کیا معنی ہیں؟

رشدی آفندی۔ خاتم کا لفظ اظہار کمال کے لئے آتا ہے۔ جیسے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ انا خاتم الانبیاء وانت یا علی خاتم الاولیاء۔ اسی طرح ایک شاعر نے کہا ہے فجمع القرادین بخاتم الشعراء۔ اس پر ایک دوسرے شخص نے اپنی بات چھیڑ کر گفتگو منقطع کر دی۔ اور اصفہانی نے اپنی جان چھڑائی۔

### منیر آفندی

یہ ایک صالح جوان ہے۔ جو مصر میں رہ کر عرصہ دراز تک تعلیم حاصل کی۔ اور جرمنی زبان میں مہارت پیدا کی۔ دمشق کے ایک مشہور و معزز خاندان کا ممبر ہے۔ سلسلہ میں داخل ہونے پر اس کی سخت مخالفت ہوئی۔ اس کے والد نے بھی سخت مخالفت کی۔ مگر وہ سب کچھ برداشت کرتا رہا۔ صحت بھی اس کی چنداں اچھی نہیں۔ مگر ان سب امور کے باوجود وہ احمدیت میں گداز ہے۔ اور ہر ممکن قربانی کرنے کے لئے تیار رہتا ہے۔ ابھی حال میں اس نے دمشق میں وکالت شروع کی تھی مگر مولوی جلال الدین صاحب کے مصر کو جانے کی وجہ سے جب مخالفوں نے کبابیر اور حیفا میں مخالفت شروع کی۔ تو چونکہ بعض مشکلات کی وجہ سے وہ خود واپس نہیں جا سکتے تھے۔ اس لئے انہوں نے منیر آفندی کو لکھا۔ منیر آفندی اس وقت اپنی وکالت چھوڑ کر حیفا پہنچ گیا۔ جس وقت منیر حیفا میں پہنچا۔ اس کے تمام کپڑے پانی سے تر تھے۔ اس دبلے پتلے کمزور صحت والے نوجوان کے سردی کے موسم میں اس طرح آنے سے احمدیوں کے حوصلے بڑھ گئے اور رشدی آفندی نے مولانا شمس کو لکھا کہ "میں یہ رات کے ڈیڑھ بجے اپنی ڈیوٹی سے لکھ رہا ہوں۔ اور حاج محمد تونی احمدی میرے پاس بیٹھا ہے۔ منیر آفندی بغیر اطلاع آ گیا ہے۔ اس نے اس سفر میں سخت تکلیف اٹھائی ہے۔ اس کے کپڑے سخت بارش سے تربتر تھے۔ ہم صبح کو شیخ علی کے مکان میں مشورہ کریں گے۔ اگر اصفہانی کبابیر گیا ہوگا۔ تو ہم بھی جائیں گے اور اس سے مباحثہ کریں گے۔ اور خدا کی مدد سے اسے وہاں سے بھگا دیں گے۔ آپ سے دعا کی درخواست ہے"،

یہ ہمارے ان بھائیوں کی اس ایمانی حالت کا نقشہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی قوت قدسیہ اور دعاؤں کی برکت سے ان کو دی ہے ؎

خاکسار محمد نواز خان ککی (از قاہرہ)

---

بقیہ کالم سوم

### سہارن پور کی اطلاع

شیخ فضل حق صاحب سہارن پور سے لکھتے ہیں۔ کہ کچھ عرصہ سے حکیم پیر سراج الحق صاحب نعمانی یہاں مقیم ہیں۔ اور ایک چھوٹا سا مطب کھول رکھا ہے۔ اور حتی المقدور تبلیغ سلسلہ میں مصروف رہتے ہیں۔ چند روز ہوئے آپ میرے بالاخانے پر بیٹھے تھے کہ ایک مولوی صاحب اپنے پچاس ساٹھ شاگردوں سمیت اوپر چڑھ آئے۔ اور آ کر رعب جمانا شروع کر دیا۔ بالآخر طے پایا۔ کہ حیات مسیح پر باقاعدہ مناظرہ ہو۔ اور فریقین آدھ آدھ گھنٹے میں اپنے دلائل بیان کریں۔ مگر مولوی صاحب نے مناظرہ نہ کیا۔ ٹال مٹول کر کے چلدیئے۔ ان لوگوں کی شرافت کا یہ حال ہے۔ کہ بعض جاتے ہوئے میری بعض چیزیں چرا کر لے گئے ؎

# مختلف مقامات کی تبلیغی رپورٹیں

### کالا گوجراں میں جلسہ

محکم دین صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ کالا گوجراں ضلع جہلم لکھتے ہیں۔ جماعت کا سالانہ جلسہ ۵ - ۶ مارچ کو ہوا۔ پہلے دن حکیم عبدالواحد صاحب نے فضیلت اسلام ، قاضی عبدالرشید صاحب نے صداقت مسیح موعود اور مولوی اللہ دتا صاحب نے ختم نبوت پر تقریریں کیں۔ ایک پیغامی کے سوالات کے تسلی بخش جواب دیئے گئے۔ دوسرے دن حکیم صاحب نے وفات مسیح اور مولوی اللہ دتا صاحب نے صداقت مسیح موعود پر تقریریں کیں۔ دونوں دن سامعین پوری توجہ سے لیکچر سنتے رہے۔ غیر احمدی ایک مولوی صاحب کو لائے۔ مگر اسے مناظرہ کی جرأت نہ ہوئی

### آنبہ میں مناظرہ

چودھری احمد الدین صاحب آنبہ ضلع شیخوپورہ سے لکھتے ہیں۔ کہ ۲۵ / فروری کو مولوی محمد یار صاحب مولوی فاضل نے حافظ احمد الدین صاحب سے وفات مسیح کے مسئلہ پر اور ۲۶ / فروری کو مولوی اللہ دتا صاحب نے مولوی نور حسین گرجاکھی سے صداقت مسیح موعود پر مناظرہ کیا۔ دونوں مناظرے خدا کے فضل سے بہت کامیاب رہے۔ سامعین کی تعداد ڈیڑھ ہزار تک تھی۔ اکثر غیر احمدی احمدی مناظروں کی قابلیت اور معقولیت کے معترف پائے گئے۔

### اٹر پور میں تبلیغ

رحمت اللہ صاحب موضع اٹر پور ضلع انبالہ سے لکھتے ہیں گذشتہ سال مولوی محمد حسین صاحب مبلغ ہمارے گاؤں میں آئے۔ اور تقریریں کیں۔ جس کے نتیجہ میں چار آدمی جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے اور سلسلہ میں داخل ہو گئے۔ ان کی واپسی پر مخالفت کا طوفان اٹھا۔ اس پر مولوی محمد حسین صاحب کو پھر بلایا گیا۔ اور خوب تبلیغ کی گئی۔

### راجوری میں تبلیغ

برادر فضل الدین صاحب راجوری علاقہ جموں سے اطلاع دیتے ہیں۔ ۲۰ / فروری کو مولوی عبدالواحد صاحب مولوی فاضل راجوری گئے۔ ایک وکیل صاحب نے جو مولوی بھی ہیں۔ آپ کی دعوت کی۔ اور کھانے کے بعد ۱۲ بجے شب تک مذہبی مسائل پر گفتگو ہوتی رہی۔ علم لوگوں کی خواہش پر مولوی صاحب نے ایک پبلک تقریر بھی کی۔

### پاک پٹن میں جلسہ

چودھری غلام احمد خان صاحب ایڈووکیٹ پاکپٹن لکھتے ہیں۔ کہ ۵ / مارچ کو شیخ غلام محمد صاحب نو مسلم قادیانی نے ایک خاص تبلیغی جلسہ میں تقریر کی سامعین کی تعداد کافی تھی۔

(بقیہ دیکھو کالم دو صفحہ ۱)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۰۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۳۱ء | جلد ۱۸

# قانونِ انتقالِ اراضی پنجاب کی ترمیم کا مسودہ

## زراعت پیشہ اقوام کی متحدہ جدوجہد کی ضرورت

صوبہ پنجاب ایک زراعتی صوبہ ہے۔ جس کی بہت بڑی آبادی کا گزارہ زراعت پر ہے۔ لیکن سود خوار بنیوں اور مہاجنوں نے نہایت بے دردی اور بے رحمی کے ساتھ زمیندار طبقہ کا خون چوسنے کے علاوہ ایک بہت بڑا ظلم ان پر یہ کرنا شروع کر دیا۔ کہ ان کی زمینوں پر خود قبضہ کرنے لگ گئے۔ پنجاب ۱۸۴۹ء میں کامل طور پر سلطنت انگریزی کے قبضہ میں آیا۔ اس وقت زمین کی ملکیت کو زمیندار کوئی بڑی وقعت نہ دیتے تھے۔ لیکن جب انگریزی حکومت کی بنیادیں مضبوط ہوئیں۔ اور امن وامان کا دَور دورہ ہوا۔ تو زمینداروں کو اپنی زمینوں کی آمدنی بڑھانے کا موقعہ مل گیا۔ اور زمینوں کی قدر وقیمت بہت بڑھ گئی۔ اس وقت مہاجنوں کو جو پہلے زمیندارہ کو تکلیف دہ اور مشقت طلب پیشہ سمجھ کر اسے اپنی آرام طلبی میں مخل سمجھتے تھے۔ زمینوں کی بافراط پیداوار دیکھ کر ان کے حاصل کرنے کی طرف توجہ ہوئی۔ اور زمینداروں کو کھلے دل قرض دینا اور پھر سُود در سُود کے جال میں پھنسا کر ان کی زمینوں پر قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ مہاجنوں اور بنیوں نے یہ کوشش جس سرگرمی اور جتنے زور وشور کے ساتھ شروع کی۔ اس کا اندازہ ذیل کے شمار واعداد سے لگایا جاسکتا ہے:-

۱۸۶۶ء سے لے کر ۱۸۷۴ء تک فروخت شدہ زمینوں کی سالانہ اوسط اٹھاسی ہزار ایکڑ تھی۔ یعنی ان آٹھ سالوں میں سات لاکھ چوبیس ہزار ایکڑ زمین زمینداروں کے قبضہ سے نکل کر مہاجنوں کے پاس چلی گئی۔ اس کے بعد ۱۸۷۴ء سے ۱۸۷۹ء تک فروخت شدہ زمین کی سالانہ اوسط ترانوے ہزار ایکڑ تھی۔ ۱۸۷۹ء سے لیکر ۱۸۸۴ء تک یہ سالانہ اوسط ایک لاکھ بیس ہزار ایکڑ تک پہونچ گئی۔ اور ۱۸۸۴ء سے ۱۸۹۸ء تک تین لاکھ تیس ہزار ایکڑ سالانہ اوسط تک پہنچ گئی۔

یہ صرف بیع شدہ اراضی کے اعداد ہیں۔ رہن شدہ اراضی کے اعداد اس سے کم پریشان کن اور الم انگیز نہ تھے مثلاً ۱۸۷۴ء تک رہن شدہ زمینوں کی اوسط تقریباً ڈیڑھ لاکھ ایکڑ سالانہ تھی۔ اس کے بعد ۱۸۹۴ء تک ہر پنج سالہ دَور میں سالانہ اوسط علی الترتیب دو لاکھ بارہ ہزار ایکڑ۔ دو لاکھ چھیانوے ہزار ایکڑ۔ پانچ لاکھ نوے ہزار ایکڑ اور پانچ لاکھ چون ہزار ایکڑ رہی۔

ان شمار واعداد کو پیش نظر رکھ کر دیکھا جائے۔ تو نہایت آسانی کے ساتھ معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ صرف بیس سال کے عرصہ میں زمینداروں کے ہاتھ سے نکل کر کس قدر زمین ان لوگوں کے پاس چلی گئی۔ جو پہلے ہی ملک کی دولت سمیٹنے کے سوا اور کوئی شغلہ نہ رکھتے تھے۔ اور اگر چندے یہی حال رہتا تو زراعت پیشہ اقوام کی اراضی کو سُود خور اور بے رحم ساہوکار کبھی کے کلیۃً اپنے قبضہ میں کر چکے ہوتے۔ اور پنجاب کی بہت بڑی آبادی یا تو ترک وطن کر کے نہ معلوم کہاں کہاں پھر رہی ہوتی۔ یا پھر بنیوں اور مہاجنوں کی غلامی میں نہایت ذلت اور نکبت کی زندگی بسر کر رہی ہوتی۔

تباہی وبربادی کے اس سیلاب کو دیکھ کر جو ساہوکاروں کی طرف سے زمینداروں کو خس وخاشاک کی طرح بہائے لئے جا رہا تھا۔ اور پنجاب کی بہت بڑی آبادی کو پیغام ہلاکت دے رہا تھا۔ حکومت پنجاب نے اس کی روک تھام کی تجویز کی۔ اور ایکٹ انتقال اراضی نافذ کر دیا۔ جس کے رو سے کسی غیر زراعت پیشہ قوم کے لئے زمینداروں کی زمینیں خرید کر اپنے قبضہ میں لانا رک گیا۔ اور زمینداران پنجاب کے سر سے ایک بہت بڑی بلا ٹل گئی۔ لیکن زمینداروں کی بدقسمتی اور ساہوکاروں کی خوش قسمتی سے پنجاب ہائی کورٹ نے بعض ایسے فیصلے کئے۔ جن کے رو سے ایکٹ انتقال اراضی کا اصل منشاء اور سپرٹ کچلی گئی۔ چنانچہ لاہور ہائی کورٹ کے فل بنچ نے ۱۹۲۳ء میں فیصلہ کیا۔ کہ عدالت ہائے دیوانی زر ڈگری کے ایفاء میں ان مدیونوں کی اراضی کے عارضی انتقال کا حکم دے سکتی ہیں جو زراعت پیشہ اقوام سے تعلق رکھتے ہوں۔ نیز قانون انتقال اراضی کی دفعہ ۱۶ کے رو سے ایسی اراضی کو صرف بیع کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ عارضی انتقال کرنے کی کوئی بندش نہیں۔ اسی رولنگ کے ماتحت اسی عدالت عالیہ کے ایک فاضل جج نے فیصلہ کیا۔ کہ اگر زراعت پیشہ اقوام کے کسی رکن کی اراضی کا عارضی انتقال بیس سال سے زیادہ عرصہ تک بھی کیا جائے۔ تو وُہ قانون انتقال اراضی کے منشاء کے منافی نہیں۔ خواہ وُہ انتقال کسی ایسے شخص کے حق میں کیا جائے۔ جو زراعت پیشہ قوم کا رکن نہیں۔

اس سے زمینداران پنجاب میں تہلکہ مچ گیا۔ اور ان کے سامنے وہی خطرہ آکھڑا ہوا۔ جو قانون انتقال اراضی کے نافذ ہونے سے قبل انہیں تباہ وبرباد کر رہا تھا۔ کیونکہ قانون انتقال اراضی کا عام مقصد یہ تھا۔ کہ عارضی انتقالات کا سدباب کیا جائے۔ تاکہ زراعت پیشہ اقوام کے افراد ایسے اشخاص کے پاس اپنی اراضی رہن یا قبضہ یا عارضی رہن کی شکل میں بیس سال سے زیادہ عرصہ کے لئے منتقل نہ کر سکیں جو زراعت پیشہ قوم یا اس کی کسی شاخ سے تعلق نہ رکھتے ہوں۔ لیکن عدالت عالیہ کے مذکورہ بالا رولنگ سے قانون انتقال اراضی خطرہ میں پڑ گیا۔ اس خطرہ کی طرف بارہا گورنمنٹ پنجاب کو توجہ دلائی گئی۔ اور اس کے سدباب کا مطالبہ کیا گیا۔ اب خدا خدا کر کے گورنمنٹ اس طرف متوجہ ہوئی ہے اور اس نے اس بات کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے کہ زراعت پیشہ اقوام کی اس حالت کو محفوظ رکھنے کے لئے جو قانون انتقال اراضی کے نفاذ کے وقت پیش نظر تھی۔ اس قانون کی از سر نو توضیح کرنے کے لئے قدم اٹھایا ہے۔ چنانچہ پنجاب گزٹ کی غیر معمولی اشاعت مورخہ ۲۷ فروری میں حکومت پنجاب نے اعلان کیا ہے:-

چونکہ قانون انتقال اراضی کی حسب ذیل ترمیم ضروری ہے جس کے لئے زیر دفعہ ۸۰۔ الف مد ۳ قانون حکومت ہند گورنر جنرل کی منظوری حاصل کر لی گئی ہے۔ اس لئے مندرجہ ذیل قانون نافذ کیا جاتا ہے:-

۱۔ (۱) یہ قانون انتقال اراضی پنجاب (ترمیم) ۱۹۳۱ء کے نام سے موسوم ہوگا۔

(۲) اس کا نفاذ فی الفور عمل میں آئے گا۔

۲۔ قانون انتقال اراضی پنجاب کی دفعہ ۱۶ (۲) کو اب دفعہ ۱۶ (۳) سمجھا جائے گا۔ اور دفعہ ۱۶ (۲) کی جگہ حسب ذیل مد ایزاد کی جاتی ہے:

باوجود اس کے کہ کسی قانون مروّجہ میں اس کے خلاف درج ہو۔ زراعت پیشہ اقوام کے کسی رکن کی کوئی اراضی کسی عدالت دیوانی یا مال کے حکم یا ڈگری سے خواہ وُہ حکم اس قانون کے نفاذ سے پیشتر دیا گیا ہو یا بعد میں دیا جائے۔ بیس سال سے زیادہ عرصہ کے لئے فارم یا اجارہ کی صورت میں منتقل نہیں کی جا سکے گی۔ اور نہ وُہ اراضی سوائے ان صورتوں کے جو دفعہ ۱۶ میں درج ہیں۔ رہن کی جا سکیں گی۔

پنجاب کونسل کے ۳۔ مارچ کے اجلاس میں اس مسودہ قانون (ترمیم) ایکٹ انتقال اراضی پنجاب کے متعلق ممبر مالیات کی تحریک پر یہ تجویز پاس ہوئی ہے۔ کہ اسے حصول رائے عامہ کے لئے مشتہر کیا جائے وہ اب ظاہر ہے۔ کہ وُہ ہندو جو ایک عرصہ سے قانون انتقال اراضی کو کا

منسوخ کرانے کے لئے جد وجہد کر رہے ہیں۔ اس ترمیم کی سخت مخالفت کریں گے۔ اور جیسا کہ اُن کی عادت ہے۔ اس کے خلاف بڑا شور برپا کر دیں گے۔ لیکن پنجاب کی زراعت پیشہ آبادی کا فرض ہے۔ کہ اس کی حمایت میں پُورے زور کے ساتھ آواز بلند کرے۔ تاکہ اس خطرہ کا انسداد ہو سکے۔ جو عدالت عالیہ کے رولنگ کی وجہ سے پیدا ہو چکا ہے ٭

## گنگا ماتا کے ارپن کرنے کے قابل گرنتھ

آریہ پرتی ندھی سبھا کا آرگن "آریہ گزٹ" (۷۔ مارچ ۱۹۳۱ء) ہندوؤں کو مخاطب کرتا ہُوا لکھتا ہے:۔

"ودھواؤں کی رکھشا کا بہترین طریقہ یہی ہے۔ کہ اُن کی شادی کی جائے۔ اگر اس شادی میں کوئی دھرم گرنتھ مداخلت کرے۔ تو اس گرنتھ کو گنگا ماتا کے ارپن کیا جائے"

بے شک ودھواؤں کی رکھشا کا بہترین طریقہ تو یہی ہے۔ کہ ان کی شادی کی جائے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی "آریہ گزٹ" نے جو دوسرا مشورہ دیا ہے۔ وُہ آریوں کو بہت مہنگا پڑے گا۔ کیونکہ بیواؤں کی شادی میں مداخلت کرنے والا ایک گرنتھ ستیارتھ پرکاش بھی ہے جس میں دیانند جی کا یہ ارشاد موجود ہے:۔

"دوجوں میں عورت اور مرد کا ایک ہی بار بیاہ ہونا ویدآدی شاستروں میں لکھا ہے۔ دُوسری بار نہیں" (ستیارتھ صفحہ ۱۳۴)

پس آریوں کو سب سے پہلے اس گرنتھ کو گنگا ماتا کے ارپن کر دینا چاہیئے۔ پھر اس کے ساتھ ہی ان ویدآدی شاستروں کو پھینک دینا چاہیئے۔ جن کا دیانند جی نے حوالہ دیا ہے۔ اور جن کی بناء پر بیواؤں کی شادی کی ممانعت انہوں نے کی ہے ٭

اگر آریہ صاحبان اس کے لئے تیار ہوں۔ تو نہ صرف بیواؤں کی شادی کرنے میں اُن کے راستہ میں جو بڑی روکاوٹ ہے۔ وُہ دُور ہو جائے گی۔ بلکہ مذہبی دنیا میں بہت کچھ امن قائم ہو جائے گا ٭

## مفاہمت کے متعلق گاندھی جی کا بیان

گاندھی جی نے ۵۔ مارچ ۱۹۳۱ء کو ہندوستانی اور امریکن اخبار نویسوں کے سامنے گورنمنٹ کے ساتھ تصفیہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

"کشٹ اٹھانے میں دانائی بھی ہے۔ اور نادانی بھی۔ لیکن نادانی کا کمال ہوگا۔ جب آپ اس وقت کشٹ اٹھاتے جائیں۔ جبکہ آپ کا مخالف آپ کی خواہش پر آپ کے ساتھ صلح کرنے کو تیار ہو۔ اگر حقیقی راستہ ملے۔ تو ہر ایک شخص کا فرض ہے۔ کہ اس سے فائدہ اٹھائے اور میری ناچیز رائے میں اس تصفیہ نے حقیقی راستہ پیدا کر دیا ہے:۔

یہ تو صحیح ہے۔ کہ اس تصفیہ نے حقیقی راستہ دکھا دیا ہے۔ جو تعاون ہے۔ نہ کہ عدم تعاون۔ اور یہ بھی صحیح ہے۔ کہ جس چیز کو حاصل کرنے کے لئے تکلیفات اٹھائی جارہی ہوں۔ وُہ اگر مل جائے۔ تو پھر تکلیف اٹھاتے رہنا احمقانہ فعل ہے۔ لیکن دیکھنا یہ چاہیئے۔ کہ اس تصفیہ میں گورنمنٹ نے کونسی نئی چیز گاندھی جی کو دی ہے۔ جو پہلے دینے کو تیار نہ تھی۔ گورنمنٹ ستمبر میں بھی پولیٹیکل قیدیوں کو رہا کرنے اور آرڈیننس واپس لینے کو تیار تھی۔ اس وقت تک عدم ادائگی ٹیکس کی مہم شروع نہ کی گئی تھی۔ اس لئے نہ جائدادیں ضبط ہوئی تھیں۔ اور نہ ان کے واپس کرنے کا کوئی سوال پیش ہو سکتا تھا ٭

ان امُور کے علاوہ اور کوئی بات قابلِ ذکر ہے ہی نہیں۔ نہایت معمُولی معمولی باتیں ہیں۔ ان حالات میں کیا یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ جو کچھ آج گاندھی جی نے اب حاصل کیا۔ اسی سے انہوں نے آج سے کچھ عرصہ قبل انکار کر کے خواہ مخواہ لوگوں کے "کشٹ" کو لمبا کر دیا تھا ٭

## سمجھوتہ کے دونوں پہلو

گاندھی جی نے وائسرائے کے ساتھ جو سمجھوتہ کیا ہے۔ اس کی نسبت ان کا اپنا تو یہ بیان ہے۔ کہ نہیں کہا جا سکتا۔ اس میں کس کی فتح ہُوئی۔ اور انہوں نے اس موقعہ پر فتح کا ذکر کرنے کی ممانعت کر دی ہے۔ لیکن فریقین کے حامی اس سمجھوتہ کو جس نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ اس کا کسی قدر پتہ ذیل کے بیانات سے لگ سکتا ہے ٭

ڈاکٹر انصاری نے "ایک ہندوستانی اور گاندھی جی کا پیرو ہونے کی حیثیت سے" جو اعلان شائع کیا ہے۔ اس میں لکھا ہے:۔

"انڈین نیشنل کانگرس اور گورنمنٹ کے درمیان جو عارضی صلح سرانجام پائی ہے۔ وُہ گاندھی جی کے حسنِ تدبر کی فتح کے سوائے اور کچھ نہیں"

اس کے مقابلہ میں اینگلو انڈین اخبار "سول اینڈ ملٹری گزٹ" (۸۔ مارچ ۱۹۳۱ء) لکھتا ہے:۔

"اس سمجھوتہ کی شرائط سے جب انہیں تنقیدی نظر سے دیکھا جائے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ان میں ان بدنام گیارہ نقاط کا سایہ بھی دکھائی نہیں دیتا۔ جنہیں ان کے موجد مسٹر گاندھی کئی دفعہ پیش کرتے رہے ہیں۔ کھدر تمام محاذ سے پیچھے ہٹ گیا۔ اور میدان جنگ گورنمنٹ کے قبضہ میں چھوڑ گیا ہے۔ کانگرسی لیڈروں کے لئے سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہ تھا۔ کہ وُہ سمجھوتہ کی ہر ایک شرط کو قبول کر لیتے۔ کیونکہ موجودہ صورت حالات کے رجحان نے ان پر ظاہر کر دیا۔ کہ پسپا ہو جانا شکست کھانے سے بہتر ہے۔ اور شکست ان کو صاف دکھائی دے رہی تھی۔ بہرحال یہ دیکھنا اطمینان بخش ہے۔ کہ کانگرس سے سمجھوتہ کرنے میں کچھ گنوایا نہیں گیا۔ اور اس عزت اور وقار کو برقرار رکھا گیا ہے۔ جس کے لئے ایک وقت خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ مسٹر گاندھی کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ اُن پر رحم کیا گیا ہے۔ جبکہ انصاف برتے جانے کی اشد ضرورت تھی"

ہمارے نزدیک دونوں فریق اصل حدُود سے گزر رہے ہیں۔ نہ تو گاندھی جی کو کوئی فتح حاصل ہوئی ہے۔ اور نہ حکومت نے جذبۂ رحم سے متاثر ہو کر سمجھوتہ کیا ہے۔ دونوں طرف سے اپنی طاقت اور ذوق کے لحاظ سے کام لیا گیا ہے ٭

## محکمہ اطلاعات پنجاب کی ایک فروگزاشت

ہمیں محکمہ اطلاعات پنجاب کی ایک مراسلت کے متعلق جو "خالص دُودھ کی بہم رسانی" کی نسبت ہے۔ یہ دیکھ کر تعجب ہُوا۔ کہ اس میں خالص دودھ سے مراد صرف گائے کا دُودھ لیا گیا ہے۔ اور جا بجا گائے کے متعلق ہی ہدایات دی گئی ہیں۔ بھینس کا کہیں ذکر تک نہیں کیا گیا۔ حالانکہ دودھ کے لحاظ سے بھینس زیادہ قابل توجہ جانور ہے۔ اور آبادی کا اکثر حصہ بھینس کا دودھ ہی استعمال کرتا ہے۔ اگر یہ مراسلت گائے کی خاص تقدیس کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے نہیں لکھی گئی۔ تو اس میں بھینس کا ذکر نہ کرنا بڑی فروگزاشت ہے ٭

کیا یہ حیرت کی بات نہیں۔ کہ گائے پرست ہندُو گائے کی پرورش کے لئے کتابیں شائع کریں۔ اور اُن کا نام "گئو پال" رکھیں۔ تو ان میں بھینس کے متعلق بھی ضروری معلومات اور اس کا دودھ بڑھانے کی مناسب ہدایات درج کریں۔ لیکن سرکاری محکمہ اطلاعات پنجاب "خالص دُودھ کی بہم رسانی" کے لئے معلومات بہم پہنچاتا ہے۔ لیکن اپنے مدنظر صرف گائے کو رکھتا ہے ٭

## کانگرس کے موقعہ پر تبلیغ اسلام کا انتظام

عنقریب کانگرس کا اجلاس کراچی میں منعقد ہونے والا ہے آریوں نے اس موقعہ پر "ویدک دھرم پرچار" کے لئے ابھی سے انتظامات شروع کر دیئے ہیں۔ آریہ پرتی ندھی سبھا سندھ کے منتری نے تمام ہندوستان کے آریہ سماجیوں سے اپیل کی ہے (۱) جو بھی آریہ کانگرس کے اجلاس میں شریک ہو۔ وُہ اپنا یہ فرض سمجھے۔ کہ جہاں بھی آریہ سماج کا پنڈال ہو۔ وہاں جا کر ویاکھیانوں اور اپدیشوں کے ذریعہ ویدک دھرم کا پرچار کرے (۲) ہر ایک آریہ پرتی ندھی سبھا اپنے خرچ پر کانگرس کے موقعہ پر ایک ایک اپدیشک بھیجے (۳) آریہ سماج اپنا لٹریچر کتابوں اور ٹریکٹوں کی صورت میں قومی اجلاس میں شامل ہونے والوں تک پہنچائے ٭

آریہ صاحبان کانگرس کے ہر جلسہ پر اسی قسم کا انتظام کرتے ہیں لیکن افسوس ہے۔ کہ مسلمانوں نے آج تک کبھی اس طرف توجہ نہیں کی۔ اور اگر کسی جماعت نے توجہ کی ہے۔ تو کانگرس والوں نے اس کے رستہ میں مشکلات حائل کر دیں۔ نہایت ضروری ہے۔ کہ مسلمان متحدہ طور پر اس دفعہ تبلیغ اسلام کا انتظام کریں۔ اور علیحدہ جلسہ گاہ مقرر کر کے قابل لیکچراروں کے لیکچر کرائیں۔ اگر کوئی اس قسم کا انتظام کیا جائے۔ تو جماعت احمدیہ ضرورت اور موقع کے مطابق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# خطبہ جمعہ

## شجرِ احمدیت کے پھل لانے کا وقت

### از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

(فرمودہ ۶ مارچ ۱۹۳۱ء بمقام پھیروچیچی)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا
اللہ تعالےٰ کی طرف سے جب کوئی

### روشنی

آتی ہے۔ تو شروع شروع میں اس کا اثر نہایت ہی محدود ہوتا ہے۔ بظاہر لوگ یہی سمجھتے ہیں۔ کہ ابھی اندھیرا ہی ہے۔ لیکن آہستگی کے ساتھ وہ اپنا کام کرتی چلی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ایک دن ایسا آجاتا ہے جبکہ یکدم

### دنیا میں عظیم الشان تغیر

پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال بالکل دنیا کی روئیدگیوں کی سی ہوتی ہے جیسے مثلاً

### کھیتیاں

اُگتی ہیں۔ گیہوں اکتوبر میں بوئی جاتی ہے۔ اور آہستہ آہستہ بڑھنا شروع ہو جاتی ہے۔ مارچ میں آکے یکدم بالیں نکل آتی ہیں۔ اور اپریل میں کاٹی جاتی ہے۔ پہلے چار ماہ تک وہ گھاس ہی ہوتی ہے۔ اور کیا ہوتی ہے۔ اگر اس چار ماہ کے عرصہ پر ہی وہ ختم ہو جائے۔ تو محض بھوسہ ہی ہوگی وہ بھی ردی قسم کا۔ اس کا اصل کام آخری ڈیڑھ ماہ بلکہ ڈیڑھ ماہ میں ہوتا ہے۔ یہی

### ترکاریوں کا حال

ہوتا ہے۔ مہینوں سبزہ رہتا ہے۔ جو گھاس کی طرح پھیلا ہوتا ہے۔ پھر چند دن میں پھل لگنا شروع ہو جاتا ہے۔ اور جلدی جلدی مقصد پورا ہونے لگتا ہے۔ اسی طرح

### درخت

لگائے جاتے ہیں۔ ان کے پھل کے لئے سالہا سال انتظار کرنا پڑتا ہے۔ ابتدا میں ایک پھل دار درخت محض لکڑی ہی ہوتا ہے۔ لیکن جب اس کی نشوونما کے مکمل ہونے کا زمانہ آتا ہے۔ تو چند دن میں اسے بور آجاتا ہے۔ پھر پھل لگتا ہے۔ جسے لوگ کھانے لگ جاتے ہیں۔

یہی

### اللہ تعالیٰ کے سلسلوں کا حال

ہوتا ہے۔ جب وہ دنیا میں قائم کئے جاتے ہیں۔ تو نہایت کمزور ہوتے ہیں۔ مگر وہ ترقی کرتے چلے جاتے ہیں۔ جیسے چھوٹا پودا جب بڑھ رہا ہوتا ہے تو اس کا پھل نظر نہیں آتا۔ اور لوگ کہتے ہیں۔ یہ گھاس ہی ہے جس طرح ایک پھل دار درخت ترقی کر رہا ہوتا ہے۔ اور ابھی اسے پھل نہیں لگتا۔ تو لوگ کہتے ہیں یہ لکڑی ہی ہے۔ لیکن یکدم وہ دن آجاتا ہے۔ جب اسے بور لگتا ہے پھر پھل بنتا ہے اور وہ پکتا ہے۔ تو لوگ کھا لیتے ہیں۔ اس کے بعد وہ پھر تازہ بتازہ پھل ہمیشہ دیتا رہتا ہے۔ اسی طرح الہی سلسلہ کا حال ہوتا ہے۔ اور

### قرآن کریم میں

الٰہی سلسلہ کو تشبیہ بھی پھل دار درخت سے ہی دی گئی ہے چنانچہ فرمایا: ضرب اللہ مثلاً کلمة طيبة كشجرة طيبة اصلها ثابت وفرعها في السماء۔ کہ وہ پاکیزہ کلام جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے آتا ہے۔ اس کی مثال پھل دار درخت کی سی ہوتی ہے پہلے خدا اس کی جڑھیں مضبوط کرتا ہے۔ اور شاخیں بڑھاتا ہے پھر ایک وقت ایسا آتا ہے۔ کہ وہ پھل دینے لگ جاتا ہے لیکن دوسرے درختوں اور اس درخت میں

### ایک فرق

ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ دوسرے درخت اپنے موسم میں سال میں ایک یا دو بار پھل دیتے ہیں۔ مگر یہ ایسا درخت ہوتا ہے۔ تؤتی اكلها كل حين باذن ربها۔ یہ ہر وقت ہی پھل دیتا رہتا ہے۔ آخر بندہ کے لگائے ہوئے درخت اور خدا کے لگائے ہوئے درخت میں فرق ہونا ہی چاہیئے۔ بندہ جو درخت لگاتا ہے وہ ایک موسم میں پھل دیتا ہے۔ اگر

### خدا کا لگایا ہوا درخت

ہر وقت پھل دیتا ہے البتہ ابتدا میں خدا تعالیٰ کا لگایا ہوا درخت بھی انسانوں کے لگائے ہوئے درختوں سے مشابہت رکھتا ہے۔ مدت تک اس کے متعلق ناواقف لوگ یہی کہتے ہیں۔ کہ معمولی لکڑی ہے۔ پھر اسے بور لگتا ہے اور پھر پھل لگتا ہے جس طرح انسانوں کے لگائے ہوئے درختوں کی لکڑی کو پھل کے لئے تیار ہونے کے لئے چار چار پانچ پانچ چھ چھ سال لگتے ہیں۔ لیکن جب

### پھل لگنے کا وقت

آتا ہے۔ تو اس پر چند ہفتے ہی لگتے ہیں۔ اس سے زیادہ وقت صرف نہیں ہوتا پہلے بور لگتا ہے۔ اور چند ہی دنوں بعد گٹھلی بن جاتی ہے پھر وہ رس دار ہو جاتا ہے اور کھانے کے قابل بن جاتا ہے اللہ تعالیٰ بھی جب دنیا میں کوئی جماعت قائم کرتا ہے تو اس کا بھی یہی حال ہوتا ہے۔ پہلے پہل لوگ اس کے متعلق سمجھتے ہیں یہ روئیدگی تو ہے۔ مگر اس کا فائدہ کیا۔ اس زمانہ میں سلسلہ احمدیہ کے متعلق بھی عام سوال یہی کیا جاتا رہا۔ کہ مانا حضرت عیسیٰ آ گئے۔ اور انہوں نے ایک جماعت بنائی۔ مگر اس کا

### فائدہ کیا؟

کیا مسلمان دوسروں کے مظالم سے بچ گئے۔ کیا مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہو گیا۔ کیا ساری دنیا میں اسلام پھیل گیا۔ تو پھر اس سلسلہ کا فائدہ کیا۔ مگر یہ ایسا ہی سوال ہے۔ کہ جب پھل دار درخت لگایا جا رہا ہو۔ اور وہ ابھی ابتدائی حالت میں ہو۔ تو کوئی کہے۔ اس میں اور کیکر کے درخت میں کیا فرق ہے۔ کیکر کو بھی پھل نہیں لگتا اور اس کا بھی پھل نظر نہیں آتا۔ لیکن ایسا معترض نہیں جانتا۔ کہ

### لکڑی کی تیاری

میں بھی وقت لگتا ہے۔ اسی طرح

### انبیاء کی جماعتیں

ہوتی ہیں پہلے پہل لوگ کہتے ہیں۔ ایک نئی جماعت تو بن گئی۔ لیکن فائدہ کیا ہوا اس کی وجہ سے تو فتنہ بڑھ گیا۔ لیکن جب وقت آتا ہے۔ تو تنا درخت بن جاتا ہے۔ اسے بور لگتا ہے۔ پھر پھل بنتا ہے۔

### قوموں کا پھل

نیکی و تقوٰی۔ طاقت و غلبہ ہوتا ہے۔ اگر قوم اپنی جنس کو غالب اور عزت والا بنا دے۔ نیکی اور تقوٰی کا سامان پیدا کر دے۔ تو یہی اس کے پھل ہیں۔ لیکن یہ پھل اپنے وقت پر لگتے ہیں۔ اس سے پہلے وہ بھی دوسرے درختوں کی لکڑیوں کی طرح کی لکڑی ہوتی ہے۔ اور جیسے ایک پھل دار درخت کے متعلق اس وقت جبکہ ابھی اس کے پھل دینے کا وقت نہ آئے۔ ایک ناداں کہہ دیتا ہے۔ کہ اس میں اور کیکر میں کیا فرق۔ ایسا ہی

### الٰہی سلسلہ کے

متعلق کہہ دیا جاتا ہے۔ مگر جس طرح آم کا درخت بھی پہلے کیکر کے درخت کی طرح لکڑی رکھتا ہے۔ مگر دراصل اس میں فرق ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ کیکر کے درخت کو کبھی شیریں پھل نہیں لگے گا۔ لیکن آم کو لگ جائے گا۔ کیونکہ اس میں پھل پیدا کرنے کی طاقت رکھی گئی ہے جو کیکر میں نہیں۔ وہ شروع میں بھی جلانے کے قابل ہوتا ہے۔ اور آخر میں بھی۔ لیکن آم کا درخت گو شروع میں پھل نہیں دیتا۔ لیکن اپنی عمر کو پہنچ کر پھل دیتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے جو سلسلہ قائم کیا۔ وہ دوسرے سلسلوں سے مستثنےٰ نہیں ہو سکتا

### خدا تعالیٰ کے کام

ایک ہی جیسے ہوتے ہیں۔ یہ سلسلہ بھی ابتدا میں ایک سبزی کی طرح پیدا ہوا اسی طرح جس طرح اور سبزیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اور خواہ مضبوط درخت کی روئیدگی ہو۔ پہلے پہل اسے بچہ بھی مس سکتا ہے۔ دیکھنے والوں نے کہا۔ دعویٰ تو اتنا بڑا کیا جاتا ہے لیکن ماننے والے چار پانچ ہی ہیں۔ یہ ایسا ہی وقت تھا جبکہ درخت کی کونپل نکلتی ہے۔ اور بچہ بھی اسے مس سکتا ہے پھر یہ کونپل بڑھنی شروع ہوئی۔ اس وقت لوگوں نے دیکھکر کہا۔ کیا ہوا یہ ڈنٹھل ہی تو ہے۔ اس کا کیا فائدہ۔ پھر جب وہ زیادہ طاقت پکڑنے لگی۔ تو کہنے والوں نے کہنا شروع کیا۔ یہ تنا تو بن گیا۔ لیکن کیکر اور بکائن کے مقابلہ میں اس کی کیا حقیقت ہے۔ نہ وہ پھل دیتے ہیں۔ نہ یہ پھل دیتا ہے۔ پھر تنا بڑھنا شروع ہوا۔ اس پر یہ کہنا شروع کیا۔ کہ اب یہ نازک لکڑی نہ سہی سخت ہی سہی۔ مگر لکڑی ہی ہے۔ اس میں اور کیکر کی لکڑی میں کیا فرق ہے۔ جب لوگ یہ کہہ رہے تھے۔ تو

## باغبان کی آنکھ

دیکھ رہی تھی۔ کہ اسے ضرور پھل لگیگا۔ اور وہ اس کی پرورش کر رہا تھا ایک بے وقوف بے شک بکائن اور کیکر کے درخت میں اور کھجور اور آم کے درخت میں کوئی فرق نہ دیکھے۔ مگر باغبان ان کا فرق ضرور جانتا ہے۔ اسے اگر کیکر کے دس بیس درخت کاٹ کر بھی

## آم کا ایک درخت

بچانا پڑے۔ تو وہ کیکروں کو کاٹ دیگا۔ اگر بکائن کے بھی درخت ابھرے پڑیں۔ تو ان کو اکھیڑ کر کھجور کو بچا لیگا۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے۔ گو آج آم کا درخت پھل نہ دے۔ لیکن آخر پھل دیگا۔ کھجور کا درخت آخر پھل دیگا۔ گو آج نہ دے۔ یہی فرق سلسلہ احمدیہ میں اور دوسرے فرقوں میں ہے۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ اس کے لئے

## غیرت

دکھاتا ہے۔ لیکن دوسروں کے لئے نہیں۔ دوسروں کے مقابلہ میں اللہ تعالےٰ اس کی جو حفاظت کر رہا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ باغبان کی نظر میں یہ ضرور پھل دار ہے۔ اس میں اس نے کوئی خوبی دکھی ہے۔ اسی وجہ سے اس کی حفاظت کرتا ہے۔ جب ہم دیکھیں۔ کہ دوسرے درختوں کو کاٹ کاٹ کر اس کے گرد باڑ بنایا جاتا ہے۔ تو ماننا پڑتا ہے۔ کہ

## خدا تعالیٰ کی نگاہ میں

اسی کی قدر ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ عیسائیوں سے ہندوؤں سے سکھوں سے اور مسلمانوں سے کاٹ کاٹ کر لاتا۔ اور حضرت مرزا صاحب کے گرد باڑ بناتا جاتا ہے۔ تو صاف معلوم ہوا۔ کہ اس کی اس کے نزدیک زیادہ قدر ہے۔ ورنہ وجہ کیا ہے۔ کہ اہلحدیثوں سے اہلسنت سے شیعوں سے۔ خارجیوں سے۔ مالکیوں سے۔ شافعیوں سے کاٹ کاٹ کر لاتا اور احمدیت کی باڑ بناتا ہے۔ ہندوؤں سے کاٹتا اور احمدیت کی باڑ مضبوط کرتا ہے۔ سکھوں اور عیسائیوں سے کاٹتا اور احمدیت کی باڑ اونچی کرتا ہے۔ اتنی جو اس سلسلہ

کی حفاظت کر رہا ہے۔ تو معلوم ہوا۔ اس درخت کی اس کی نگاہ میں

## خاص قدر و قیمت

ہے۔ مگر یہ قدر و قیمت ایسی ہے۔ جو عام طور پر دنیا کو اس وقت تک نظر نہیں آسکتی تھی۔ جب تک خدا تعالیٰ پھل نہ پیدا کر دے۔ اب ہماری جماعت خدا تعالےٰ کے فضل سے ترقی کرتی کرتی اس مقام پر پہنچ چکی ہے۔ کہ معلوم ہوتا ہے۔

## پھل پیدا ہونیکا وقت

آگیا ہے۔ خدا تعالےٰ نے ہر جگہ جماعت کے قدم جما دیئے ہیں۔ کسی جگہ ایک کسی جگہ دو کسی جگہ دس کسی جگہ بیس کسی جگہ سو کسی جگہ ہزار کسی جگہ دو ہزار بیج بوئے جا چکے ہیں۔ اور سارے ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں جماعت پھیل چکی ہے۔ اب موقعہ ہے جماعت کے لئے کہ پھل پیدا کرنے میں حصہ لے۔ اللہ تعالیٰ اپنا نور پھیلانے کے لئے جماعت کے لوگوں سے بھی کام لیا کرتا ہے۔ اب

## جماعت کا فرض

ہے۔ کہ اس روشنی کو مکمل طور پر پھیلانے کے لئے کوشش کرے۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ جماعت کے سارے افراد میں پوری طرح یہ خیال نہیں پیدا ہوا۔ بعض اس کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ مگر بعض نہیں کرتے۔ اگر اس وقت سب کے سب جماعت کے لوگ ملکر ذرا کوشش کریں۔ تو

## ہزارہا لوگ

سلسلہ میں داخل ہونے کے لئے تیار ہیں۔ پچھلے دنوں دیکھا ہے۔ اسی جلسہ سالانہ کے بعد کئی جگہ

## بڑی بڑی جماعتیں

قائم ہو گئی ہیں پہلے جہاں ایک آدھ احمدی تھا۔ اب وہاں اچھی خاصی جماعتیں ہیں۔ اور یہ یکدم تغیر ہوا ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے حضور سے یہ حکم نافذ ہو چکا ہے۔ کہ اب جلد جماعت کی ترقی کا وقت آگیا ہے۔ میں نے دیکھا ہے۔ ہماری جماعت کے افراد

## اپنے رشتہ داروں کو تبلیغ

کر کے بہت جلد ترقی کر سکتے ہیں۔ مثلاً یہاں پھیرو چیچی میں ہی کئی سو کی جماعت ہے۔ اسی مردم شماری میں معلوم ہوا ہے۔ یہاں کے احمدیوں کی تعداد ۴۰۸ ہے۔ گاؤں کے لحاظ سے یہ

## بہت بڑی جماعت

ہے۔ اور بہت کم ہوں گے۔ ایسے گاؤں۔ جن میں اتنی اتنی بڑی جماعت ہو۔ میرے خیال میں دو اڑھائی سو گاؤں ہی ایسے ہوں گے۔ جن میں اتنی یا اس سے زیادہ جماعت ہو۔ باقی سو۔ پچاس ڈیڑھ سو افراد کی جماعتوں والے گاؤں ہیں۔ اب

## پھیرو چیچی کی جماعت

ان ہزاروں شہروں اور گاؤں سے نکل کر اس طبقہ میں آگئی ہے۔ جن کی تعداد دو اڑھائی سو ہے۔ اگر یہاں تبلیغی

سکرٹری ہے۔ جیسا کہ ہمارے نظام کے لحاظ سے ہونا چاہیئے۔ اور یہاں کے چار سو احمدیوں کے ایک سو گھر سمجھ لیں۔ تو ان کی رشتہ داریاں کئی دوسرے دیہاتوں میں ہونگی۔ اب

## سکرٹری تبلیغ

ایک نقشہ بنائیں۔ کہ یہاں کے احمدیوں کی رشتہ داریاں کہاں کہاں ہیں۔ ان کی رشتہ داریاں کم از کم سو مقامات پر ہونگی۔ گویا سو مقامات پر یہاں کے لوگ آسانی سے تبلیغ کر سکتے ہیں۔ تبلیغ کے لئے

## ایک بڑی مشکل

یہ ہوتی ہے۔ کہ جہاں کوئی احمدی نہ ہو۔ وہاں اگر تبلیغ کے لئے جائیں۔ تو کہاں ٹھہریں۔ اور کسے اپنی باتیں سنائیں۔ کوئی نہ کوئی ہمدردی اور تعلق رکھنے والا ہونا چاہیئے۔ تو یہاں کے لوگوں کے لئے سو گاؤں ایسے نکل سکتے ہیں۔ جہاں ان کی رشتہ داری ہو۔ اور ان میں سے ۵۰-۶۰ ایسے ہوں گے۔ جہاں ان کے رشتہ دار احمدی نہ ہونگے۔ اب پہلے یہ انتظام کریں۔ کہ احمدی پہلے اپنے رشتہ دار کے پاس جائیں۔ اور اُسے سمجھائیں جب وہ سمجھ جائے۔ تو اسے کہیں۔ اپنے بھائی بندوں کو جمع کرو۔ تاکہ وہ بھی باتیں سُن لیں۔ اس طرح گفتگو کرنے میں کوئی

## دشمنی اور عداوت

نہیں پیدا ہوتی۔ کیونکہ انگیخت ہمیشہ غیر کیا کرتا ہے۔ قریبی رشتہ دار جمع کئے جائیں۔ اور انہیں باتیں سنائی جائیں۔ تو پھر فتنہ نہیں پیدا ہوتا۔

## قرآن کریم میں

بھی تبلیغ کا یہی گُر بتایا گیا ہے۔ چنانچہ آتا ہے۔ وانذر عشیرتک الاقربین۔ جو تمہارے سب سے قریبی رشتہ دار ہیں۔ پہلے ان کو تبلیغ کر۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ قریبی رشتہ داروں کو اگر کوئی اور نہ بھڑکائے۔ تو وہ لڑائی جھگڑا نہیں کرتے۔ چاہے مانیں یا نہ مانیں۔ لیکن باتیں سُن لیتے ہیں۔ تو اپنے رشتہ دار سے کہا جائے۔ کہ تم اپنے قریبی رشتہ داروں۔ باپ بیٹے۔ بہنوئی۔ خسر۔ سالے وغیرہ کو جمع کرو۔ تاکہ ان کو بھی باتیں سنائیں جب ان کو سنانے کا موقعہ مل جائے۔ اور معلوم ہو کہ بیج بویا گیا ہے۔ تو قادیان لکھ کر مبلغ منگا لیں۔ اور کوشش کریں۔ کہ اس گھر کے لوگ احمدی ہو جائیں۔ پھر

## سارے گاؤں میں تبلیغ

شروع کر دی جائے

اسی طرح اگر بھیر وچھی والے کوشش کریں۔ تو کئی گاؤں ایسے نکلیں گے۔ جہاں احمدی نہیں۔ وہاں اگر ان کی اپنی رشتہ داری نہیں۔ تو ان کے رشتہ داروں کی رشتہ داری ہوگی۔ اور رشتہ داروں کے رشتہ دار اپنے ہی رشتہ دار ہوتے ہیں۔ اسی طرح ان گاؤں میں بھی

## تبلیغ کا موقعہ

نکل سکتا ہے۔ اگر یہاں کی جماعت اس طرح تبلیغ کرنے کی کوشش کرے اور اسی طرح سارے ہندوستان کی جماعتیں کوشش کریں۔ تو لاکھوں احمدی تھوڑے سے عرصہ میں بن سکتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ ہم اپنی بہت سی

## تبلیغی کوششیں

ضائع کر دیتے ہیں۔ ایک زمیندار اگر بغیر زمین میں ہل چلائے۔ اور سہاگہ پھیرے اس میں بیج ڈال دے۔ تو وہ بیج ضائع ہو جائے گا۔ بیج اگنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ پہلے ہل چلایا جائے۔ اور پھر سہاگہ پھیرا جائے۔ تب بیج پیدا ہوگا۔ یوں ہی کسی کو تبلیغ شروع کر دینا۔ اپنی کوشش کو ضائع کر دینا ہے۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ ہمارا کوئی لفظ ضائع نہ جائے۔ ہم ایسے ایسی جگہ سنائیں۔ جہاں اثر کر سکے۔ اور ایسی جگہ قریبی رشتہ داریاں ہوتی ہیں پس ہماری جماعت کے لوگوں کو چاہیئے۔ کہ

## عقل اور سمجھ کے ساتھ تبلیغ

کریں۔ بے سمجھی کی تبلیغ کا وہ تجربہ کر چکے ہیں۔ نتیجہ تو کچھ نہ کچھ نکلتا رہا ہے مگر بہت سا بیج ضائع ہی جاتا ہے۔ لیکن اگر تمام جماعت کے لوگ اپنے رشتہ داروں کی فہرست بنائیں۔ اور دیکھیں۔ کہ کہاں کہاں ان کی رشتہ داری ہے۔ یا ان کے رشتہ داروں کی رشتہ داری ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں

## پنجاب میں کوئی گاؤں

ایسا باقی نہ رہ جائے۔ جہاں کسی نہ کسی احمدی کی رشتہ داری نہ ہو۔ اب سینکڑوں گاؤں ایسے ہیں۔ جہاں احمدیوں کو تبلیغ کا موقعہ نہیں ملتا۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے رشتہ داروں کا ایسا ذریعہ بنایا ہے۔ کہ ایک گاؤں بھی خواہ وہ پہاڑ میں ہی کیوں نہ ہو۔

## احمدیوں کی رشتہ داری

سے خالی نہ ہوگا۔ یوں ایک مبلغ جہاں جا کر تبلیغ کرتا ہے۔ وہاں چونکہ سارے کے سارے لوگ اس کے مخالف ہوتے ہیں۔ اس لئے ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ لیکن اگر یہ پتہ لگایا جائے۔ کہ فلاں گاؤں میں کس کی رشتہ داری ہے۔ اور پھر اسے ساتھ لے لیا جائے۔ تو پھر وہ لوگ اچھی طرح باتیں سن لیں گے۔ اور اس طرح تقریر دشمنوں کے کانوں میں ہی نہیں۔ بلکہ دوستوں کے کانوں میں بھی پڑیگی

یہ تبلیغ کا ایسا ذریعہ ہے۔ کہ اگر اسے استعمال کیا جائے۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ چند سال میں

## حیرت انگیز تغیر

ہو سکتا ہے۔ گورداسپور کے متعلق میں نے غور کیا ہے۔ اگر ہم پورے زور سے کام کریں۔ تو ایک سال میں ہی فتح کر سکتے ہیں۔

## لوگوں کے دل

مان چکے ہیں۔ اب صرف ملانوں کی مخالفت موجود ہے۔ اور اگر ملانوں کو یہ معلوم ہو جائے۔ کہ لوگوں کے دل مان چکے ہیں۔ تو وہ پھر مخالفت نہ کریں گے۔ جلسہ کے بعد ہی ایک جگہ جہاں صرف چار احمدی تھے۔ جب میں نے تحریک کی۔ کہ جو لوگ دل میں احمدی ہوں۔ وہ مردم شماری میں اپنے آپ کو احمدی لکھا دیں۔ تو اس پر پچاس نے اپنے آپ کو احمدی لکھایا۔ اسی طرح اور کئی جگہ ہوا۔ اور اس تحریک سے بہت فائدہ پہنچا

## شاہ پور کے ضلع میں

ایک جگہ اس تحریک کا یہ اثر ہوا۔ کہ ایک مسجد کے امام نے ارادہ کیا۔ کہ اس موقعہ کو نہیں جانے دینا چاہیئے۔ اس کے لئے اس نے عقلمندی سے کام لیا۔ لوگوں کو اکٹھا کیا۔ اور اعلان کیا۔ کہ میں نے سچائی کا پتہ لگا لیا ہے۔ تم میں سے کون ہے۔ جو میرا ساتھ دے۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ مردم شماری میں اپنے آپ کو احمدی لکھاؤں۔ اس پر سب نے کہہ دیا ہم بھی احمدی لکھائیں گے اس وقت تو انہوں نے مردم شماری کے کاغذات میں احمدی لکھانے کا فیصلہ کیا۔ لیکن عید کے موقعہ پہ چار کی بجائے ڈیڑھ سو آدمی ہو گئے۔ اسی طرح

## قادیان کے قریب

کئی تین گاؤں کا بیشتر حصہ احمدی ہو چکا ہے۔ اور باقی لوگ بھی احمدی ہونے کے لئے تیار ہیں۔ لائل پور اور کئی دیگر اضلاع سے بھی اطلاعیں آئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ لوگوں کے دل تو مان چکے ہیں۔ اب ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ

## عقل اور ہوشیاری سے

تبلیغ کی جائے۔ پھر جوں جوں جماعتیں بڑھتی جائینگی۔ جماعت میں زور بڑھتا جائے گا۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ جماعت اگر اس نظام اور ترتیب سے تبلیغ کے لئے کوشش کرے۔ جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے۔ تو بالکل ممکن ہے۔ کہ بہت جلد

## عظیم الشان ترقی

حاصل ہو جائے۔ اگر ایک گاؤں کے سارے رشتہ دار احمدی ہو گئے ہوں تو اس گاؤں کو چھوڑ کر اور جگہ رشتہ داریاں نکل آئیں گی۔ وہاں تبلیغ شروع کر دی جائے۔ اور جو لوگ نئے احمدی ہوں۔ ان کے رشتہ داروں میں تبلیغ شروع کر دی جائے۔ اس وقت

## یہ خطبہ

اگرچہ ایک گاؤں میں ہو رہا ہے۔ لیکن چونکہ لکھا جا رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے چھپ کر شائع ہو جائے گا۔ اس لئے باہر کی جماعتوں کو بھی مخاطب کر کے میں کہتا ہوں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ اسوقت ڈائنامیٹ رکھا جا چکا ہے۔ اور قریب ہے۔ کہ مخالفت کا قلعہ اڑا دیا جائے۔ اب صرف دیا سلائی دکھانے کی دیر ہے۔ جب دیا سلائی دکھا دی گئی

## قلعہ کی دیوار

پھٹ جائیگی اور ہم داخل ہو جائینگے پس اسوقت پر زور محنت کوشش اور فکر کی ضرورت ہے۔ اور ترتیب اور انتظام کے ساتھ کام کرنیکی ضرورت ہے۔

## تبلیغ کی بہترین صورت

یہی ہے۔ کہ وانذر عشیرتک الاقربین رشتہ داروں اور قرابت رکھنے والوں کو تبلیغ کی جائے۔ اور جب ایک گاؤں کے رشتہ دار احمدی ہو جائیں۔ تو دوسری جگہ کے رشتہ داروں میں تبلیغ شروع کر دی جائے جو رشتہ دار احمدی ہو جاتا ہے آگے اسکے ذریعہ اسکے رشتہ داروں میں تبلیغ کی جائے۔ اگر اسطرح کوشش کی جائے تو وہ وقت آگیا ہے اور ایسے آثار پیدا ہو رہے ہیں۔ کہ جماعت بہت جلد ترقی کر جائے۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ہماری جماعت کے تمام افراد کو خواہ وہ پڑھے لکھے ہوں۔ یا نہ ہوں

## احمدیت کی تبلیغ

کی توفیق عطا فرمائے۔ حقیقی علم دراصل خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی آتا ہے۔ دین کا علم محض کتابوں سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ جو لوگ

## خدا کی راہ میں

کام کرنے کے لئے نکلتے ہیں۔ اور مومن اور متقی بنتے ہیں۔ خدا تعالیٰ خود انہیں علم دیتا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ ہماری جماعت کے پڑھے ہوئے اور ان پڑھے سب لوگوں کو ایسا تقویٰ و طہارت دے۔ کہ انکی زبان میں برکت ہو اور وہ عظیم الشان کام جس کے کرنے کے ہم بظاہر قابل نہیں ہیں۔ اسے عمدگی کے ساتھ کر سکیں۔ دل ایک شخص کا بدلنا بھی مشکل ہوتا ہے۔ کجا ساری دنیا کا دل بدلنا۔ لیکن اگر

## اللہ تعالیٰ کا فضل

شامل حال ہو۔ تو ہم کامیاب ہو سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہم پر اپنا خاص فضل کرے تاکہ ہم بھی اپنی زندگی میں اس ثمرہ اور پھل کو دیکھ لیں۔ جو مقدر کیا گیا ہے ؂

# مسلمانان بنارس اور ”الفضل“

بنارس سے محترم عبد الرشید خان صاحب احمدی تحریر فرماتے ہیں

اخبار الفضل مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۳۱ء میں جو ایک مضمون بنارس کے متعلق لکھا گیا ہے۔ اس نے یہاں تبلیغ کا موقعہ پیدا کر دیا ہے۔ اور چونکہ یہ پہلا اخبار تھا۔ جس نے مسلمانان بنارس کے ساتھ ہمدردی کی تھی۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے اسے اس بات کا ذریعہ بنا دیا۔ کہ مسلمانان بنارس سلسلہ احمدیہ کی طرف متوجہ ہوں۔ چنانچہ کئی دوستوں نے اس کے دیکھنے کا اشتیاق ظاہر کیا۔ اور سلسلہ کی وقعت ان کے دلوں میں پیدا ہوگئی۔ ایک دوست نے جو خان بہادر اور وکیل ہیں۔ وہ مضمون کلکٹر و مجسٹریٹ ضلع کے پاس بھیج دیا ہے۔ بعض دوست وہ پرچہ طلب کر رہے ہیں۔ اس کی چند کاپیاں بھجوا دی جائیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو تبلیغ کا یہ ذریعہ پیدا کرنے پر اجر عظیم عطا فرمائے ؂

# قدیم ہندوستان کی مذہبی حالت

اسلام کے ہندوستان میں آنے سے قبل یہ ملک ایسی ایسی برائیوں بداخلاقیوں فواحش اور حد درجہ کی دماغی و ذہنی پستیوں میں مبتلا تھا کہ اس زمانہ میں جن باتوں کو جزو مذہب بلکہ مدار نجات سمجھا جاتا تھا۔ اور جنہیں ان کے ماننے والے "وید پرمانوں" سے سدھ کرتے تھے۔ آج ان کا زبان سے نکالنا یا تحریر میں لانا پرلے درجہ کی بدتہذیبی اور بےحیائی کے مترادف ہے۔ یہاں اس وقت ہر طرح ویدوں کی حکومت تھی۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ ویدک تعلیمات کی بنا پر اور ان پر عمل پیرا ہونے کی آڑ میں وہ وہ خرابیاں اور اخلاق سوز حرکات یہاں ہو رہی تھیں۔ جن کے تصور سے بھی انسانی تہذیب اور شرم و حیا تھرا اٹھتی ہے۔ ویدک تعلیمات پر ہی اس فرقہ کی بنیاد تھی۔ جسے وام مارگ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس فرقہ کے لوگ پرلے درجہ کے بلانوش اور کھلم کھلا بدکاری کرنے والے تھے۔ حتیٰ کہ انسانیت سے اس درجہ عاری ہو چکے تھے۔ کہ حیوانی جذبات اور خواہشات کی تکمیل کے لئے ان کے لئے کسی قسم کی حد بندی نہ تھی۔ ماں۔ بہن۔ بہو۔ بیٹی۔ اور بیوی میں ان کے ہاں کوئی امتیاز نہیں تھا۔ اور یہ بات ان کے عقائد میں داخل تھی۔ کہ اگر کسی شخص کے مکان میں مختلف الماریاں اور دریچے ہوں۔ اور ہر ایک میں شراب کی بوتلیں رکھی ہوں۔ تو وہ ایک کے پاس جائے۔ اور وہاں سے پیکر دوسری اور وہاں سے پیکر تیسری کے پاس جائے اور اس شغل کو ترک نہ کرے جب تک کہ بےہوش ہو کر گر نہ پڑے۔ پھر جب ہوش آئے۔ تو اسی طرح شروع کر دے۔ اور تیسری بار بھی اسی طرح کرے۔ تو آواگون کے تکلیف دہ چکر سے نجات پا سکتا ہے۔ اور دوبارہ اس کا جنم نہیں ہوتا۔ گویا یہ حرکت ان کے نزدیک تقدس اور ورع کا انتہائی مقام سمجھا جاتا تھا۔ اور پھر لطف یہ کہ یہ سب حرکات ویدوں کی آگیا انوسار سمجھی جاتی تھیں۔ اور انہیں ذریعہ نجات یقین کیا جاتا تھا

اسی طرح چولی مارگی اور بیج مارگی فرقے تھے۔ جن کے مخصوص عقائد و اعمال کی تفصیلات کا بیان ایک شریف اور باحیا انسان کے لئے کسی طرح بھی ممکن نہیں۔ مختصر یہ سمجھ لیجئے۔ کہ یہ وام مارگ کی بھی بدترین صورتیں تھیں۔ اور ان سے تعلق رکھنے والے بےحیائی اور پلیدی میں بدرجہا بڑھ چڑھ کر تھے اور ان مذاہب سے تعلق رکھنے والوں کے معبود بھی مرد اور عورت کے اعضائے مخصوصہ تھے

ان کے علاوہ اور بھی کئی ایک مختلف صورتوں میں بت پرستی رائج تھی۔ اور شرف و مجد انسانی کی نہایت بری طرح مٹی پلید ہو رہی تھی

اسی طرح ایک اور فرقہ پایا جاتا تھا۔ اس کی بنیاد بھی ویدوں پر ہی تھی۔ جو چارواک کہلاتا تھا۔ اس کا سب سے مقدم اصول یہ تھا۔ کہ انسانی زندگی کا منشا عیاشی کے سوا کچھ نہیں۔ ہر انسان کو آخر کار مرنا ہے۔ اس لئے جب تک جان میں جان ہے۔ انسان کو خوب عیش کرنا چاہیئے۔ مرنے کے بعد چونکہ جسم انسانی فنا ہو جاتا ہے۔ اس لئے کسی برے سے برے عمل کی بھی کوئی سزا انسان کو نہیں مل سکتی۔ جسم انسان اربعہ عناصر کی ہیئت کی تبدیلی سے بنا ہے۔ اسی ملاوٹ سے قوت ادراک اس کے اندر پیدا ہوتی ہے۔ چونکہ روح بھی جسم انسان کے ساتھ فنا ہو جاتی ہے۔ اس لئے عذاب تو محض ایک ڈھکوسلہ ہے۔ عورت مرد کے مخصوص تعلقات ہی انسانی زندگی کا اصل مقصد ہے۔ جو لوگ دنیاوی عیش و عشرت سے محروم رہتے ہیں۔ وہ سخت بےوقوف اور احمق ہیں۔ یہ لذات ہی سورگ ہیں۔ اور کانٹا چبھنے وغیرہ سے انسان کو جو وقتی تکلیف ہوتی ہے۔ اس کا نام نرک ہے۔ اور دنیا میں انسان جس بادشاہ یا راجہ کی حکومت میں رہے۔ وہی اس کا پرمیشور ہے۔

مختصر یہ کہ اس زمانہ میں معلوم ایسا ہوتا ہے تجرد کی تعلیم جس پر ہندو دھرم نے بہت زور دیا ہے۔ اور جسے اسلام سے پہلے دیگر مذاہب میں بھی ایک بڑا مجاہدہ اور پاکبازی کا ذریعہ قرار دیا جاتا تھا۔ اور جس کے متعلق اسلام نے بتایا ہے۔ رهبانية ابتدعوها ما كتبنها عليهم الا ابتغاء رضوان الله فما رعوها حق رعايتها اخ کہ ہم نے رہبانیت کا کسی کو حکم نہیں دیا تھا۔ ان لوگوں نے خود ایجاد کر لیا تھا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی رضاء حاصل کر سکیں مگر پھر انہوں نے اسے ملحوظ نہ رکھا۔ بلکہ طرح طرح کے گندوں میں مبتلا ہو گئے۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ ہندوستان میں ایسے ایسے فرقے پیدا ہو گئے۔ جنہوں نے انسانی زندگی کا مقصد عیش و عشرت قرار دے دیا۔ اور ہر قسم کی پابندیوں سے آزاد ہو کر تجرد پر زور دینے والوں کا مقابلہ شروع کر دیا۔ چونکہ یہ مقابلہ اس وقت تک کامیاب نہ ہو سکتا تھا جب تک یہ لوگ بھی اپنی ہوا و ہوس کی باتوں کو مذہبی رنگ نہ چڑھاتے۔ اس لئے ہر قسم کے ناشائستہ اور مکروہ افعال کو مذہب کی طرف سے پیش کیا گیا۔

غرض ہندوستان میں بےشمار ایسے فرقے موجود تھے۔ جن کے اعمال و عقائد خدا تعالےٰ کی اشرف المخلوقات کو ارذل ترین مخلوق ثابت کر رہے تھے۔ اور وہ پیشانی جو ایک حقیقی مالک کے آگے جھکنی چاہیئے تھی۔ ایسی ایسی ذلیل اور حقیر اشیاء کے سامنے خم ہو رہی تھی۔ کہ جن کا نام لیتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔

اس زمانہ کے حالات کے متعلق ہندوؤں کی طرف سے جو کتب شائع کی گئی ہیں۔ ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایسے فرقوں اور جماعتوں میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ اور ایک شاخ سے کئی کئی شاخیں پھوٹ رہی تھیں۔ شیومت اور وشنومت سب انہیں اوہام باطلہ کی مختلف صورتیں تھیں۔ وشنو مت کے متعلق تو یہاں تک لکھا ہے کہ ان کا ایک بڑا مقدس بزرگ اول درجہ کا ڈاکو۔ چور۔ فریبی۔ مکار اور جعلساز تھا۔ حتیٰ کہ ان کی روائت کے مطابق ایک دفعہ جب خود نارائن مہاراج سیٹھ کا روپ دھارن کر کے اور طرح طرح کے زر و جواہر پہن کر دنیا میں آئے۔ اور اس کے سامنے سے گذرے۔ تو اس نے انہیں بھی لوٹ لیا۔ اور تمام زیور اتار لئے۔ لیکن ایک انگوٹھی نہ اترتی تھی اس کے لئے انگلی کو ہی کاٹ ڈالا۔

آج ہندو تسلیم کریں یا نہ کریں۔ لیکن منصف مزاج محققین یہ حقیقت تسلیم کرنے پر مجبور ہیں۔ کہ اس وقت جبکہ ہندوستان میں اندھیر مچا ہوا تھا۔ اور جہالت۔ توہم پرستی۔ بداخلاقی اور بدکرداری اپنے پورے جوبن پر تھی۔ اسلام نے ہندوستان کو۔ توحید۔ بلند اخلاقی شرافت اور ہدایت کا رستہ دکھایا۔ بلکہ یہ کہنا بالکل بجا ہوگا۔ کہ اسلام نے ہی آ کر یہاں کے لوگوں کو انسانیت کا سبق سکھایا۔ اہل ہند میں خودداری وقار اور عزت نفس کا جذبہ پیدا کیا۔ اور انہیں انسانیت کا مقام دکھایا

# دفتر محاسب کا ضروری اعلان

احباب دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان میں روپیہ ارسال کرتے وقت مندرجہ ذیل امور ضرور یاد رکھیں

(۱) منی آرڈر کے کوپن پر یا بیمہ میں مرسلہ رقم کی تفصیل ضرور دی جائے کیونکہ بغیر تفصیل کے مرسلہ رقم داخل خزانہ نہیں کی جا سکتی۔ جس رقم کی تفصیل نہ موصول ہو۔ اسے دفتر محاسب "رجسٹر بلا تفصیل" میں رکھ کر تفصیل کا مطالبہ کرتا ہے۔ اور اگر ایک ہفتہ تک تفصیل نہ پہنچے۔ تو رقم چندہ عام میں جمع کر دی جائے گی۔ اور بعد میں اس کی درستی نہ ہو سکے گی۔ پس ضروری ہے۔ کہ رقم ارسال کرتے وقت ہی تفصیل دیا کریں

(۲) جہاں کوپن یا بیمہ میں تفصیل دیں۔ وہاں اپنا پورا پتہ خوشخط قلم سے ضرور لکھا کریں۔ تاکہ منی آرڈر کی رسید دفتر محاسب روانہ کر سکے۔

(۳) بیمہ کرنے کی صورت میں حتی الوسع چھوٹے نوٹ یعنی دس روپیہ یا پانچ روپیہ والے ڈالا کریں۔ اور اگر کچھ ٹکٹ رکھنے کی ضرورت ہو۔ تو ٹکٹ صرف آدھ آنے والے یا زیادہ سے زیادہ ایک آنے والے رکھا کریں۔ کیونکہ اس سے بڑی قیمت کے ٹکٹ دفتر محاسب میں نہیں لگ سکتے اور ان کے فروخت کرنے میں بڑی دقت پڑتی ہے۔ بیمہ پچاس روپیہ یا اوپر رقم ہونے کی صورت میں کرنا چاہیئے کیونکہ پچاس یا اس سے کم منی آرڈر کرنے میں زیادہ محفوظ طریق ہے۔ (۴) تمام روپیہ مع تفصیل محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے پتہ سے آنا چاہیئے کسی کے نام سے نہ بھیجا جائے۔ (۵) ہندوستان میں چیک ارسال کرنے کی بجائے اگر احباب بیمہ یا منی آرڈر ارسال فرمایا کریں۔ تو چیک کے کمیشن کرانے میں جو رقم لگتی ہے وہ نہ ہو اور خزانہ کو روپیہ فوری مل جائے لہذا احباب حتی الوسع اس کو مدنظر رکھیں

(محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان)

## فضیلتِ اسلام

# نماز کی ظاہری حرکات میں حکمت

اسلام نے عبادات پر جس رنگ میں زور دیا ہے۔ اس پر اگر غور کیا جائے۔ تو صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسلام کا اوّلین مقصد دنیا کو رب العالمین کا والہ و شیدا بنانا اور اس کے آستانہ الوہیت پر جھکانا ہے۔ سب سے بڑا مقصد جو انسانی آنکھوں کے سامنے قرآن اور اسلام رکھتا ہے۔ وہ یہی ہے۔ کہ انسان اس شریعت پر عمل کر کے خدا کا پیارا اور محبوب بن جائے۔ اگر ایک شخص اپنے آپ کو مسلم کہتا ہے۔ لیکن اس کا دل محبت الٰہی سے سرد ہے۔ اس میں عشق خدا کا کوئی جلوہ نہیں۔ تو گو وہ مسلمان کہلائیگا۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ وہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک ایک چھلکا ہوگا۔ جس میں مغز نہیں۔ اور ایسا جسد ہوگا۔ جس میں روح نہیں۔ کیونکہ وہ روح جو اسلام پیش کرتا ہے۔ اور وہ مغز جو ہر پھل کے اندر پیدا کرنا چاہتا ہے۔ یہی ہے۔ کہ انسان باوجود دنیا میں رہنے کے اور باوجود اپنی معیشت کے لئے مختلف کاروبار کرنے کے پھر بھی ایسا ہو۔ کہ دل بایار و دست درکار کا مصداق ہو۔ یہی غرض ہے۔ جو اسلام پیش کرتا ہے۔ اور یہی مقصد ہے۔ جو ہر نفس کے سامنے اسلام رکھتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں وماخلقت الجن والانس الا لیعبدون ٥ فرما کر بتا یا ہے۔ کہ اللہ کا عبد بننا ہی انسانی پیدائش کا حقیقی مقصد ہے۔ اور در اصل انسان وہی کامل انسان ہے۔ جو عبودیت میں کامل طور پر اپنے آپ کو فنا کر دیتا ہے۔ اس مقامِ عبودیت کے حصول کے لئے اسلام نے مختلف عبادات تجویز کی ہیں۔ جن میں سے نماز بھی ایک عبادت ہے۔ جس کے متعلق اسلامی تعلیم کی حقیقت سے ناواقف کہدیا کرتے ہیں۔ جب ہمارے دل میں گرمیٔ عشق ہے۔ اور ہمارے قلوب میں خدا کی محبت جلوہ فگن ہے۔ تو کیا ضرورت ہے۔ ہم اس کے اظہار کے لئے نماز کی ظاہری حرکات کریں۔

یہ کہنا کہ اگر دل میں سوز موجود ہو۔ اگر دل میں محبت الٰہی قائم ہو۔ تو حرکات ظاہری عبث ہیں۔ صریح نادانی اور حماقت کا قول ہے۔ کیونکہ ناممکن ہے۔ ہمارے دل میں محبت ہو۔ مگر اس کا اظہار نہ ہو۔ ظاہر و باطن دونوں کا ایک عمیق تعلق ہے۔ ناممکن اور قطعی ناممکن ہے۔ کہ ہم اپنے دل میں تو دردِ محبت پنہاں رکھتے ہوں۔ مگر ظاہر پر اس کا کوئی اثر نہ ہو۔ اگر آگ کی موجودگی پر دھوئیں کا اٹھنا ضروری ہے تو کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ دل میں تو خدا کی محبت ہو۔ مگر ظاہر میں اس کے کوئی اثرات نہ ہوں۔ ہم دنیا میں دیکھتے ہیں۔ اور ہمارا اپنا یہ حال ہے۔ کہ ایک شخص کی ہمارے دل میں محبت ہوتی ہے۔ مگر جب وہ ہمارے پاس آتا ہے۔ یا ہم اس کے پاس پہنچتے ہیں۔ تو بے اختیار اس کی محبت یا تعظیم کا اظہار اپنی حرکات سے کرنے لگتے ہیں۔ ہم اس سے مصافحہ یا معانقہ کرتے ہیں یہ مصافحہ اور معانقہ محبت اور پیار ہی کی ظاہری علامت ہے ؟ مگر کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ جب دل میں محبت اور تعظیم تھی۔ تو پھر مصافحہ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اسی طرح ہم ایک شخص سے ناراض ہوتے ہیں۔ جس سے ہمارے چہرہ پر ناراضگی کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور خوش ہوتے ہیں۔ تو خوشی کے اثرات نظر آنے لگ جاتے ہیں۔ پس یہ فطرتی اور طبعی امور اس امر پر شاہد ہیں کہ صرف باطن کے خیالات ہی کافی نہیں ہوتے۔ بلکہ ظاہری حرکات بھی ضروری ہوتی ہیں۔ نماز ایک عبادت ہے۔ اور اس کا زیادہ تر تعلق قلب سے ہے۔ لیکن اس میں ظاہری حرکات اس لئے رکھی گئی ہیں۔ کہ تکمیل محبت ظاہری حرکات کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ نماز میں انسان دست بستہ مودبانہ کھڑا ہوتا ہے۔ اور اس طرح کھڑا ہونا دل میں یہ احساس پیدا کر دیتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے ہر حکم کے آگے اسی طرح دست بستہ کھڑا ہونا چاہیئے۔ نخوت۔ تکبر۔ غرور۔ خودسری۔ خود پسندی اور دوسرے عیوب سے قطعاً پاک ہونا چاہیئے۔ رکوع کرتے وقت کا جھکنا یہ سبق سکھاتا ہے۔ کہ تذلل اور عجز مومن کا قیمتی شیوہ ہے۔ پھر رکوع کے بعد کھڑا ہونا یہ تعلیم دیتا ہے۔ کہ عجز و نیاز کے بعد ہی انسان کو سربلندی حاصل ہوا کرتی ہے۔ اور خاکساری میں ہی سربلندی کا راز مضمر ہے۔ پھر سجدہ اس انتہائی خشوع خضوع اور انتہائی تضرع کا مقام ہے۔ جب انسان دنیا ومافیہا سے منقطع ہو کر اپنا سر عاجزانہ طور پر رب الودود کے آگے رکھ دیتا ہے۔ انسانی عجز و بیچارگی کا مکمل اظہار اگر کسی طریق سے ہو سکتا ہے۔ تو وہ سجدہ ہی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اسلام نے سجدہ غیر اللہ کے لئے قطعاً جائز نہیں رکھا۔ اسے صرف خدا کے لئے ہی مخصوص کیا گیا ہے۔ پس نماز کی ظاہری حرکات انسان کے باطن کی صفائی اور جلا کے لئے مقرر کی گئی ہیں۔ ان ظاہری حرکات کا انسانی قلب پر جب اثر پڑتا ہے۔ تو وہ انوار الٰہیہ کا مہبط بن جاتا ہے۔ پھر صرف نماز میں ظاہری حرکات ہی نہیں رکھی گئیں۔ بلکہ باطنی عجز و نیاز کا بھی مکمل خیال رکھا گیا ہے۔ اور نماز میں ایسی دعائیں سکھائی گئی ہیں۔ جو روحانی کدورتوں اور آلائشوں کے دور کرنے کے لئے آب حیات کا حکم رکھتی ہیں۔ پس نماز کی ظاہری حرکات انسان کی روحانیت کی ترقی کے لئے نہایت ضروری اور بے حد مفید ہیں۔ مگر ان سے فائدہ وہی لوگ اٹھا سکتے ہیں۔ جو ان کی حقیقت اور اصل غرض کو پیش نظر رکھتے ہوئے شارع اسلام کی ہدایات کے مطابق انہیں بجا لاتے ہیں۔ نہ کہ عادت اور مشغلہ کے طور پر ادا کرتے ہیں۔

نماز کی ظاہری حرکات کی حکمت اور فضیلت اسوقت نہایت وضاحت کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے۔ جب دیگر مذاہب کے طریق عبادت کو پیش نظر رکھا جائے۔ اسلام نے نماز کی ظاہری حرکات میں وہ تمام طریق جمع کر دیئے ہیں۔ جو تذلل اور عبودیت کے اظہار کے ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس کے مقابلہ میں دیگر مذاہب نے عبادت کے لئے جو حرکات مقرر کی ہیں۔ وہ بالکل بے معنی اور روحانیت سے قطعاً غیر متعلق معلوم ہوتی ہیں۔ مثلاً آریہ دھرم میں سندھیا یعنی عبادت کا جو طریق بتایا گیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ایک گڑھا کھود کر یا برتن بنا کر اس میں چندن۔ پلاس یا آم کی لکڑی کے ٹکڑے ڈالے جائیں ایک برتن میں پانی اور ایک میں گھی رکھا جائے۔ اور ایک چمچے کے ذریعہ آگ میں گھی ڈالتا جائے۔ اور وید منتر پڑھتا جائے۔ ظاہر ہے۔ کہ اس طریق عبادت میں کوئی ایسی بات نہیں پائی جاتی۔ جس سے اظہار عبودیت ہوتا ہو۔ یا انسان کی روحانیت میں ترقی ہوتی ہو۔ خود بانیٔ آریہ سماج نے اس کا بڑے سے بڑا فائدہ یہ بتایا ہے۔ کہ بدبودار ہوا اور پانی صاف ہو کر راحت حاصل ہو سکتی ہے۔ اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ اس طرح ہوا اور پانی صاف ہو سکتا ہے۔ تو زیادہ سے زیادہ اسے حفظان صحت کا ایک مفید طریق قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

اسی طرح عیسائیوں کا طریق عبادت ہے۔ کرسیوں پر بیٹھ کر انجیل کی چند آیات سن لینا۔ باجے کے ساتھ چند اشعار گا لینا کھڑے ہو کر چند دعائیہ کلمات کہدینا یہ طریق عبادت ہے۔ اور بھی جس قدر مذاہب ہیں۔ ان کے طریق عبادت کا اسلامی طریق عبادت سے مقابلہ کیا جائے۔ تو صاف معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت اور انسانی جذبات اور احساسات کے مطابق اسلام کا مقرر کردہ ہی طریق ہے۔ جس کا اور کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ جب تک مسلمان حقیقی طور پر اس پر عامل رہے۔ روحانیت کے بڑے بڑے مدارج انہیں حاصل ہوتے رہے۔ لیکن جب ان کے نزدیک نماز کیلئے کھڑا ہونا۔ رکوع کرنا سجدہ دینا ایک عادت اور رسم بن گئی۔ وہ اس کے فوائد سے بھی محروم ہو گئے۔ مسلمان اگر پھر دنیا میں ترقی کر سکتے ہیں۔ تو صرف اسی طریق پر کہ وہ اسلام کے اوامر پر صمیم قلب سے عمل پیرا ہوں۔

بدقسمتی سے مسلمانوں کے ایک بہت بڑے طبقہ میں فیج اعوج کے زیر اثر تربیت پانے کی وجہ سے یہ خیال پیدا ہو گیا ہے۔ کہ خدا کے حضور اپنی جبین نیاز جھکانا اور اپنی بیکسی کا اظہار کرنا بھی انسانی شرف کی ہتک ہے۔ حالانکہ انسان اگر اپنی ہستی پر غور کرے۔ تو اسے پتہ لگے کہ وہ ہر لحظہ خدا کی نصرت اور مدد کا محتاج ہے۔ اگر ایک سیکنڈ کے لئے خدا تعالیٰ اپنی ان نعمتوں میں سے جو اس نے رحمانیت کی صفت کے ماتحت عطا فرما رکھی ہیں۔ بعض کو چھین لے۔ تو انسان کو اپنی حالت کا بخوبی اندازہ ہو جائے۔ کسی بزرگ کا کیا ہی اچھا قول ہے۔ کہ انسان کیوں اپنا سر غرور سے اونچا کرتا ہے۔ کیا اسے معلوم نہیں۔ اسکی پیدائش کس چیز سے ہوئی۔ الم یک نطفۃ من منی یمنیٰ پھر کیا اسے اپنے انجام کا علم نہیں۔ اسکا یہی جسم ایک دن زمینی کیڑوں کی خوراک ...

# بچوں کی تربیت ماؤں کا سب سے مقدم فرض ہے

دلکشا ہیرآئل بہترین تیل ہے۔ دانتوں کی حفاظت کے لئے دلکشا سنون استعمال کریں:-

لیکن کوئی ماں بچے کی تربیت کے فرض سے پوری طرح سبکدوش نہیں۔ جب تک کہ ان کی صحت درست نہ ہو۔ کون سی ماں ہے۔ جو یہ نہیں چاہتی۔ کہ اس کا بچہ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کو پہنچے۔ وجہ کیا ہے۔ کہ ہمارے ملک کی اکثر مائیں اس فرض کے ادا کرنے سے قاصر رہتی ہیں۔ صرف اس وجہ سے کہ ہمارے ملک کی عورتوں کو صحت کی قدر نہیں۔ اور جب عورت کی صحت اچھی نہ ہو۔ تو وہ کوئی کام اچھی طرح نہیں کرسکتی۔ ان کی طبیعت چڑچڑی اور زود رنج ہو جاتی ہے۔ ان کا دودھ صحت افزا نہیں ہوتا۔ ان کے کام میں چستی نہیں ہوتی۔ ان کا دماغ تیزی سے کام نہیں کرتا۔ ان سب امراض کا علاج کنارسی رونس ہے۔ اس کے استعمال سے خون بڑھتا ہے۔ دودھ زیادہ اور تندرست ہوتا ہے۔ ایام کی زیادتی یا کمی یا درد کی شکایت سب جاتی رہتی ہیں۔ دماغ میں طاقت آتی اور ذہن تیز ہوتا ہے۔ جسم میں چستی پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ ارادہ اور ہمت جس کے بغیر بچے کی صحیح تربیت نہیں ہوسکتی پیدا ہوتے ہیں۔ پس ہر گز در ماں کو چاہیئے۔ اپنے لئے نہیں تو اپنے بچے کے لئے کنارسی رونس استعمال کریں :۔

قیمت فی شیشی علاوہ محصولڈاک ع۲ :۔

نوٹ :۔ اپنے ہاں کے دوافروش سے یا اس سے نہ ملے۔ تو ہم سے طلب کریں :۔

# ہماری ایجاد کے متعلق بعض معززین کی رائے

جناب احمد علی صاحب نمبردار بازید چک فرماتے ہیں۔ کہ میں نے بذریعہ ڈاکٹر صاحب کنارسی رونس دوا بحالت بیماری جو کئی وجہ سے تھی۔ اعضا میں عام تکلیف تھی۔ جب سے استعمال کی ہے۔ میں اپنے سچے دل سے تحریر کرتا ہوں۔ از حد فائدہ ہوا ہے۔ حالانکہ میری عمر اس وقت تقریباً ستر سال کی ہے۔ اور بہت کمزوری ہو گئی تھی۔ لیکن اب بفضل تعالیٰ بالکل صحت ہے۔ (۲) شیخ عبدالرحمٰن خاں ہوشیار پور سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں نے رحیم یار خاں سے آپ کو تحریر کیا تھا۔ کہ ہوشیار پور پہنچ کر میں آپ کو کنارسی رونس کے متعلق اطلاع دوں گا۔ لہذا میں آپ کی اطلاع کے واسطے تحریر کرتا ہوں۔ کہ اس وقت تک فائدہ ہے۔ اس لئے تکلیف دی جاتی ہے۔ کہ ایک شیشی فی الحال اور روانہ کر دیجئے۔ (۳) جناب محمد الدین صاحب ماسٹر میلوٹنگ ہاؤس بیرون دہلی دروازہ لاہور سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں نے سنون دلکشا پرفیومری کمپنی کا حافظ ملک محمد صاحب سے ایک شیشی خرید کر میں روز تک استعمال کی جس سے میرے جو دانت ہلتے تھے۔ خوب جم گئے۔ اور مجھے حیرت انگیز فائدہ محسوس ہو رہا ہے۔ :

(۴) محمد عبدالقادر صاحب کاتب بہادلپور سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں نے عبدالرحمن صاحب ایجنٹ کمپنی دلکشا پرفیومری قادیان ضلع گورداسپور پنجاب سے تیل دلکشا ہیرآئل خریدا ہے۔ جو بہت عمدہ ہے۔ اس میں کوئی ایسی ملاوٹ نہیں۔ جو نقصان دہ ہو۔ عام اشتہار بازوں کے مبالغوں سے مبرا ہے۔ اور خوشبو بھی چھ روز تک قائم رہتی ہے۔ علاوہ اس کے سرمہ نورانی بھی میرے تجربے میں بہت مفید ثابت ہوا ہے :۔

## مینجر دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان ضلع گورداسپور

# تجارت کرو۔ فائدہ اٹھاؤ

اگر آپ بیکار ہیں۔ یا اپنی آمدنی بڑھانا چاہتے ہیں۔ تو کمپنی ہذا سے ولایت۔ امریکہ۔ فرانس۔ جاپان۔ چین اور ہندوستان کا نئے نئے اقسام۔ دلکش ڈیزائن کا مقبول عام اصلی کٹ پیس و پارچہ سالم تھان جو ارزاں غریبانہ زنانہ و مردانہ ہر شخص کی ضرورت کو پورا کرنے والا ہے۔ منگوا کر خود تجارت کیجئے۔ اور پردہ نشین مستورات سے بھی کرائیے۔ ہمارا مال بوجہ عمدہ اور نرخ میں مقابلتاً ارزاں ہونے کے ہر شہر ہر قصبہ اور مارکیٹ میں ہاتھوں ہاتھ معقول منافع پر بکنے والا ہے :۔

دوکاندار اور بیوپاری ہماری نمونہ کی گانٹھ جو پچاس روپیہ سے لے کر دو صد روپیہ یا اس سے زائد قیمت کی ہے۔ تھوک نرخ پر منگوا کر فائدہ اٹھائیں۔ بڑے بیوپاری ولایت کی سربند گانٹھ اور پیٹی جو چار صد روپیہ سے لے کر ہزار پندرہ سو روپیہ تک کی ہیں۔ طلب کریں۔ مال گاڑی کا پورا۔ اور سواری گاڑی کا نصف کرایہ بذمہ کمپنی کل روپیہ ہمراہ آرڈر ارسال کرنے والوں کو عہ فی صدی رعایت ورنہ کچھ رقم پیشگی بھیج کر مال طلب کریں۔

ذاتی استعمال کے لئے جس قدر کٹ پیس مطلوب ہو بذریعہ ڈاک پارسل وی پی منگوائیے :۔

ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ ہم سے کم نرخ پر کوئی مال نہیں دے سکتا۔ آرڈر دینے سے پیشتر ہم سے ضرور دریافت کریں۔ تنخواہ یا کمیشن پر کام کرنے والے ایجنٹوں کی ہر مقام کیلئے ضرورت ہے۔ قواعد کمپنی اور تازہ تھوک پرس لسٹ مفت طلب کیجئے

## امریکن کمرشل کمپنی (تھوک سوداگران پارچہ کٹ پیس مارکٹ بمبئی نمبر ۳)

# لوئر باری دوآب کالونی میں سرکاری اراضی کی فروخت

۱۷، ۱۸ مارچ ۱۹۳۱ء کو بمقام منٹگمری دو سو پچاس ایکڑ سے کم مختلف رقبہ جات کے سرکاری زمین کے ٹکڑے بذریعہ نیلام فروخت کئے جائیں گے :۔

ان ٹکڑوں میں اس رقبہ کا بھی ایک حصہ شامل ہے۔ جو پہلے سر راسٹے بہادر گنگا رام کے ٹھیکہ پر تھا۔ اور جو ضلع منٹگمری کی تحصیل اوکاڑہ میں رینالہ خورد ریلوے سٹیشن سے قریب ہی واقع ہے۔ نیز خانیوال منٹگمری۔ اور اوکاڑہ کی تحصیلوں میں علیحدہ علیحدہ ٹکڑے بھی ہیں۔ اور ان میں سے اکثر قریباً دس سال سے زیر کاشت ہیں۔ شرائط فروختگی کی ایک نقل اور مختلف لاٹس (قطعات) کے لئے پیشکشوں کی تفصیل کالونی اسسٹنٹ منٹگمری کے پاس درخواست کرنے پر مفت مل سکتی ہیں :۔

زمینیں ریزرو قیمتوں کی متابعت میں فروخت ہونگی۔ اور کسی بولی کی آخری منظوری سے قبل پنجاب گورنمنٹ کی منظوری حاصل کی جائیگی :۔

ایف۔ سی۔ بورن

سیٹلمنٹ آفیسر

منٹگمری

# ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— دہلی میں ایک اخبار نویس نے گاندھی جی سے سوال کیا۔ کہ کیا گول میز کانفرنس میں شامل ہونے سے پہلے آپ ہندو مسلم مسئلہ کے تصفیہ کی توقع رکھتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا ہم اس مسئلہ کو ہاتھ میں تو لینگے۔ لیکن یقین نہیں۔ کہ تصفیہ ہو سکے۔ یقین ہو بھی کس طرح سکتا ہے۔ جبکہ مسلمانوں کے مطالبات پورے کرنے کا خیال ہی نہیں۔

—— ۷ مارچ کو کلکتہ میں آل بنگال سٹوڈنٹ کانفرنس میں گاندھی اردن صلح نامہ کے خلاف ملامت کا ووٹ منظور کیا گیا۔ اس سے قبل بمبئی میں بھی اس کے خلاف اظہار ناراضگی کیا جا چکا ہے ہندو اخبارات بھی اسے شکست سے تعبیر کر رہے ہیں۔

—— ۷ مارچ کو دہلی میں ایک عام جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے گاندھی جی نے کہا۔ میں کراچی کانگریس سے قبل صلح نامہ میں ردّ و بدل کرا لونگا۔ لیکن اگر یہ صلح نامہ ملک کے لئے قابل قبول نہیں۔ تو وہ کانگریس کی مجلس عاملہ میں عدم اعتماد کا ووٹ پاس کر کے کانگریس کا کام خود انجام دیں۔ معلوم ہوتا ہے گاندھی جی خود بھی اپنی پوزیشن کی کمزوری محسوس کر رہے ہیں۔

—— پنجاب گورنمنٹ نے بھگت سنگھ وغیرہ کو ۳ مارچ تک رحم کی درخواست پیش کرنے کی مہلت دی تھی۔ مگر انہوں نے ایسی کوئی درخواست نہیں دی۔ البتہ سپرنٹنڈنٹ جیل کی وساطت سے حکومت کو ایک چٹھی ارسال کی ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ ہم جنگی قیدی ہیں۔ اس لئے یا تو ہمیں رہا کر دیا جائے اور یا گولی سے اڑا دیا جائے۔ اس مکتوب میں گاندھی جی کے متعلق مایوسی کا اظہار کیا گیا ہے۔

—— ۷ مارچ کو صبح ۷ بجے مولانا شوکت علی دہلی پہنچے۔ بہت بڑے ہجوم نے آپ کا استقبال کیا۔ اور بصورت جلوس جامع مسجد میں لے جایا گیا۔ جہاں آپ نے تقریر کی۔ جس میں اتحاد بین المسلمین پر زور دیا۔

—— جیجوں دوآبہ ضلع ہوشیار پور میں ڈاکوؤں کے ایک مسلح گروہ نے ۴ معزز ہندوؤں کو گولی کا نشانہ بنا دیا۔ دو کو زخمی کیا۔ اور تین ہزار کا مال لیکر چمپت ہو گئے۔

—— مردم شماری کی اطلاعات سے پایا جاتا ہے۔ کہ پنجاب کی آبادی میں ۱۹۲۱ء کے بعد تیرہ فیصدی کا اضافہ ہوا ہے۔ یعنی کل آبادی میں قریباً بیس لاکھ کا اضافہ ہوا ہے۔

—— معلوم ہوا ہے۔ سر ایگزینڈر ولسن پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور نے استعفیٰ دیدیا ہے۔ چند ماہ ہوئے ان کے اور انجمن کے درمیان انتظام کالج کے متعلق بعض امور پر اختلاف ہو گیا تھا۔ چونکہ طلباء میں آپ بہت ہر دلعزیز تھے۔ اسلئے انہوں نے احتجاجاً کالج میں آنے سے انکار کر دیا۔ لیکن بعد میں سمجھانے پر حاضر ہو گئے۔

—— ریلوے بورڈ نے عملہ ملازمین میں تخفیف کے متعلق ایجنٹوں کے نام ہدایات جاری کر دی ہیں۔ اور اس بات کی تاکید کی ہے۔ کہ اس کا اثر ان اقوام پر نہ پڑے۔ جن کی تعداد پہلے ہی کم ہے۔ مگر اس ہدایت کے باوجود زیادہ تعداد میں مسلمان ہی برطرف کئے جائیں گے۔ کیونکہ دفاتر کی باگ ڈور ہندوؤں کے ہاتھ میں ہے۔

—— ۴ مارچ کو بنگلور میں فٹ بال میچ کے نتیجہ میں جو ہندو مسلم فساد ہوا۔ سرکاری اطلاع ہے۔ کہ اس میں سو آدمی جن میں پولیس والے بھی شامل ہیں۔ زخمی ہوئے۔

—— صوبہ یو۔پی کی مالی حالت کی کمزوری کی وجہ سے نواب صاحب چھتاری ہوم ممبر نے یکم اپریل سے اپنے مشاہرہ میں خود تخفیف کر دی ہے۔ یعنی آئندہ آپ ۵۳۳۳ روپیہ کے بجائے ۴ ہزار ماہوار لیا کرینگے ۱۹۳۳ء میں آپ نے ۲ ہزار ماہوار پر کام کرنا منظور کیا تھا۔ باقی صوبجات کے وزراء کو بھی ان کی تقلید کرنی چاہیئے۔

—— گجرات سپیشل جیل سے مولوی ظفر علی خان۔ ڈاکٹر گوپی چند [illegible] لالہ دونی چند وغیرہ کانگریسی لیڈر رہا کئے جا چکے ہیں۔

—— گاندھی جی نے عہد کیا تھا۔ کہ مکمل آزادی حاصل ہونے سے قبل میں احمد آباد نہیں جاؤں گا۔ اور رہائی کے بعد ایک سیٹھ کو بھی آپ نے یہی جواب دیا تھا۔ مگر اب معلوم ہوا ہے۔ آپ وہاں جا رہے ہیں۔ اور سابقہ عہد کی یہ تاویل کر لی ہے۔ کہ میں وہاں ٹھہروں گا نہیں۔ صرف آشرم کو دیکھ کر دو روز کے بعد واپس آ جاؤں گا۔

—— گورنر جنرل نے ایک نیا آرڈیننس جاری کیا ہے۔ جس کی رو سے تمام سابقہ جاری کردہ آرڈیننس واپس لے گئے ہیں۔

—— دسمبر ۱۹۳۰ء میں یونیورسٹی ہال میں گورنر پنجاب کے حملہ آور ہری کشن کی اپیل ۸ مارچ کو ہائی کورٹ سے خارج ہو گئی۔ معلوم ہوا ہے۔ [illegible] ۲۸ مارچ کی صبح کو سنٹرل جیل لاہور میں سزائے پھانسی دی جائے گی۔

—— نواح مدراس سے ہولناک آتشزدگی کی خبر آئی ہے جس سے ایک بستی کے دو سو مکانات جل کر خاکستر ہو گئے ہیں۔ ایک لڑکی بھی نذر آتش ہو گئی۔

—— رنگون سے بھی آتشزدگی کے ایک خوفناک حادثہ کی خبر آئی ہے۔ جس سے لاکھوں روپیہ کا نقصان ہوا۔ عالی شان عمارتیں تباہ ہو گئیں۔

—— روسی جرائد کی تعداد اشاعت کے متعلق تاس ایجنسی کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ مرکزی اشتراکی جماعت کا روزنامہ تیرہ لاکھ چھپتا ہے۔ اور کسانوں کا روزانہ اخبار ۲۲ لاکھ کی تعداد میں شائع ہوتا ہے۔

—— ۷ مارچ کو دہلی میں ایک جلسہ عام میں تقریر کرتے ہوئے گاندھی جی نے کہا۔ ہندوؤں کو چاہیئے۔ اقلیتیں جو کچھ مانگتی ہیں۔ ان کو دیدیں۔ وہ چونکہ اکثریت میں ہیں۔ اس لئے انہیں وہی کچھ لینا چاہیئے۔ جو اقلیتوں کے مطالبات پورے ہو جانے کے بعد رہ جائے۔ آپ نے کہا کہ اگر اس تجویز پر عمل نہ کیا گیا۔ تو میں سیاسیات سے علیحدہ ہو جاؤں گا۔ اگر ہم ہندو مسلم اتحاد قائم نہیں کر سکتے۔ تو ہمارا گول میز کانفرنس میں جانا بے سود ہے۔ میں خود اس معاملہ میں کارروائی کروں گا۔ اور گھٹنے ٹیک کر ہر مسلمان لیڈر کے پاس جاؤں گا۔ اور اتحاد کے لئے اس سے مدد کی درخواست کروں گا۔

—— بمبئی کرانیکل لکھتا ہے۔ کہ مقدمہ سازش میرٹھ کے تمام ملزم ایک ہفتہ کے اندر اندر رہا کر دیئے جائیں گے۔ معلوم نہیں اس میں کہاں تک سچائی ہے۔

—— ۸ مارچ کو نئی دہلی میں ایک ڈاکہ کی واردات ہوئی۔ ریوالوروں سے مسلح دو بنگالیوں نے ایک پنجابی کے مکان پر [illegible] فائر کر کے مالک مکان اور اس کے ملازم کو زخمی کر دیا۔ لوگ جمع ہو گئے۔ اور ڈاکو گرفتار کر لئے گئے۔

—— ۱۵ مارچ ۱۹۳۱ء کو مسلم لیگ کی کونسل کا ایک اہم اور ضروری جلسہ لیگ کے دفتر واقع بلیماراں سٹریٹ دہلی میں منعقد ہوگا۔ گول میز کانفرنس اور گاندھی اردن سمجھوتہ سے پیدا شدہ صورت پر غور کیا جائیگا۔ نیز پریذیڈنٹ اور سکرٹری کا انتخاب عمل میں آئیگا۔ کونسل کے ممبروں سے شرکت کی درخواست ہے (آنریری سکرٹری مسلم لیگ)

—— ۸ مارچ کو وائسرائے نے گاندھی جی کو دوبارہ بلایا۔ جس کا منشاء صرف ذاتی تعلقات کا استحکام بتایا جاتا ہے۔ دونو کی اکٹھی تصویر کھینچی گئی۔

—— وزیر ہند نے کچھ عرصہ ہوا۔ پارلیمنٹ میں کہا تھا۔ ہزاروں سابق فوجی سپاہی جیلوں میں ہیں۔ سول ملٹری گزٹ کی روایت ہے۔ کہ تمام ہندوستان میں صرف چھ ایسے قیدی ہیں۔ جو پہلے فوج میں ملازم تھے۔

—— ۷ مارچ کو اسمبلی میں سرکاری ممبر نے بیان کیا۔ کہ چونکہ گورنمنٹ اور کانگریس میں صلح ہو گئی ہے۔ اس لئے پریس بل اور ٹیکس آرڈیننس بل پیش کرنے کا ارادہ ترک کر دیا گیا ہے۔

(محمد [illegible] قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)